سنت قربانی و عید الضحیٰ

عالم فقری

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے رعایتی ہدیہ -/۹ روپے

م القرآن چاہ میراں لاہور

Marfat.com

Marfat.com

سُنّتِ قربانی و عیدالضحیٰ

عالم فقری

شبیر برادرز ○ اُردو بازار ○ لاہور

DATA ENTERED

Marfat.com

29715
س 204
97012

جملہ حقوق بنام اللہ تعالےٰ آزاد ہیں۔

نام کتاب ــــــــــ سُنّت قربانی و عید الضحیٰ
موضوع ــــــــــ فضائل و مسائل
مؤلف ــــــــــ عالم فقری
اشاعت ــــــــــ ۱۹۹۶ء
تعداد ــــــــــ گیارہ سو
ناشر ــــــــــ شبیر برادرز۔ لاہور
زیرِ اہتمام ــــــــــ ملک شبیر حسین
طابع ــــــــــ اشتیاق پرنٹرز۔ لاہور
پروف ریڈنگ ــــــــــ محمد افضال۔ محمد راحت۔ شیخ نعیم احمد
محمد اعظم۔ جاوید رفیق۔ طاہر ندیم بٹ
قیمت ــــــــــ روپے
سرورق ــــــــــ اقبال اختر

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	**قربانی**	۶
	قربانی کا عام مطلب	۷
	قربانی کا اصطلاحی مفہوم	۹
	حضرت آدمؑ کے بیٹوں کی طرف سے قربانی کا واقعہ	۱۰
	پہلی امتوں پر فریضۂ قربانی	۱۲
۲	**قربانی کا عظیم واقعہ**	۱۵
	حضرت ابراہیمؑ کا زمانہ	۱۵
	نمرود کا خواب	۱۶
	نجومیوں کی پیشگوئی کا تدارک	۱۶
	حضرت ابراہیمؑ کی ولادت	۱۷
	پرورش	۱۸
	آغازِ تبلیغ	۱۸
	تذلیلِ بت فروشی	۲۰
	بت توڑنے کا واقعہ	۲۲
	آتشِ نمرود	۲۹
	بابل سے ہجرت	۳۱
	ولادت حضرت اسماعیلؑ	۳۴
	حضرت ہاجرہؓ اور اسماعیلؑ مکہ میں	۳۴
	چشمۂ زمزم	۳۷
	قبیلۂ بنی جرہم	۳۹
	تاریخ کی بے مثل قربانی	۴۰
	باپ اور بیٹے کی گفتگو	۴۱
	شیطان کی فریب کاری	۴۲
۳	**فضائلِ قربانی**	۴۸
	سب سے اچھا عمل	۴۸
	قربانی کا بے پناہ ثواب	۴۹
	گناہوں کی معافی	۵۰
	قربانی کا دن بڑا عزت والا ہے	۵۱
	قربانی سے حصولِ تقویٰ	۵۳

Marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	فریضہ حج میں قربانی کی اہمیت	۵۴
۴	**احکاماتِ قُربانی**	۵۷
	قربانی کے متعلق حکمِ الٰہی	۵۷
	قربانی کرنا کن کے لیے ضروری ہے	۵۷
	سفر میں قربانی	۶۲
	استطاعت نہ رکھنے والے پر قربانی واجب نہیں	۶۲
	حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اُمّت کی طرف سے قربانی کرنا	۶۴
	عورتوں کی طرف سے قربانی کرنا	۶۵
	حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے قربانی کرنا	۶۶
	اچھی طرح ذبح کرنے کا حکم	۶۶
۵	**قُربانی کے دن**	۶۸
	قُربانی نمازِ عید کے بعد کی جائے	۶۸
	مسائل	۷۱
۶	**قربانی کے مسنون آداب**	۷۵
	بال اور ناخن نہ کتروانا	۷۵
	اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا سُنّت ہے	۷۷

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	عید گاہ میں ذبح کرنا سُنّت ہے	۷۷
	ذبح سے پہلے بسم اللہ اور تکبیر پڑھنا سُنّت ہے۔	۷۸
	ذبح کرنے کا سُنّت طریقہ	۷۹
	اُونٹوں کو نحر کرنا سُنّت ہے۔	۸۰
	مقامِ سہولت پر ذبح کرنا بھی سُنّت ہے۔	۸۱
	قُربانی سے قبل جانور کا ملاحظہ کرنا۔	۸۲
	قربانی کا گوشت	۸۳
۷	**قربانی کے جانوروں کے مسائل**	۹۰
	بکرے اور دُنبے کی قربانی	۹۰
	گائے اور اُونٹ کی قربانی	۹۶
	جانوروں کی عمریں	۹۸
	وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں	۱۰۲
	ٹوٹے سینگوں والے جانور کی ممانعت	۱۰۳
	اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی قربانی	۱۰۴
	کان کٹے جانوروں کی ممانعت	۱۰۷

Marfat.com

بہت زیادہ دُبلے جانور کی قُربانی کی ممانعت	۱۰۹
دودھ دینے والے جانور کی ممانعت	۱۱۱
دیگر جانوروں کی ممانعت	۱۱۱
قربانی کے جانور کی کھال کا مصرف۔	۱۱۲
عِیدُالضُّحیٰ	۱۱۵
عیدالضحیٰ کے مسنون اعمال	۱۱۷
نمازِ عید بغیر اذان اور اقامت کے ہے	۱۱۸
عید کا خطبہ سُننا سُنّت ہے	۱۲۰
راستہ بدل کر آنا جانا سُنّت ہے	۱۲۱
عید کے لیے پیدل جانا سُنت ہے۔	۱۲۲
عیدالضحیٰ کے دن نماز پڑھنے کے بعد کھانا تناول کرنا سنت ہے	۱۲۳
عید پڑھنے کا وقت	۱۲۳
نماز سے قبل اور بعد نوافل پڑھنے کی ممانعت	۱۲۴
غسل اور اچھا لباس پہننا	۱۲۵
سُنت پر عمل کی تاکید	۱۲۶
نمازِ عید میں عورتوں کا شامل ہونا	۱۲۷
عید کے روز سُترہ کھڑا کرنا سنت ہے	۱۲۹
نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ اور مسائل	۱۳۰
تکبیراتِ تشریق	۱۳۳

Marfat.com

قربانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ وَ
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
قُلْ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ !

اے مسلماں! سُن یہ نکتہ درسِ قرآنی میں ہے
عظمتِ اسلام و مسلم صرف قربانی میں ہے
زندگی جاوداں مومن کی قربانی میں ہے
لذتِ آبِ بقا تلوار کے پانی میں ہے

قربانی دینِ اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ یہ ایک ایسا فریضہ ہے جو بارگاہِ رب العزت میں انتہائی مقبول ہے کیونکہ قربانی کے ذریعے انسان رب ذوالجلال کے حضور اپنی جان و مال کا نذرانہ پیش کر کے درحقیقت اپنے جذبۂ عبودیت کا اظہار کرتا ہے جو اللہ کو بڑا پسند ہے کیونکہ توحید باری تعالیٰ کا سب سے پہلا تقاضا یہی ہے کہ انسان کی محبت کا محور صرف ذات باری تعالیٰ ہو۔ اس کی جاں نثاری، اس کی عبادت، غرضیکہ اس کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

خوشنودی ہو۔ اس طرح انسان کے مال و جان کی قربانی بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو۔ لیکن انسان اپنے ابتدائی دور ہی میں زندگی کے اس اصل مقصد سے دور ہو گیا۔ شیطان نے اسے راہِ حق سے بھٹکا دیا۔ اس کی سوچ کو محسوسات کا گرویدہ کر دیا اور اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈال دیا کہ تو بے دیکھے خدا کو کیوں مانتا ہے۔ چنانچہ حضرت انسان نے خدائے واحد کی پوجا کو چھوڑ کر مظاہر فطرت اور اپنے ہاتھ سے تراشیدہ بتوں کے آگے جھکنے لگا۔ اپنی محبت، عجز و نیاز، عقیدت اور ایثار و قربانی انھی بتوں کے لیے مخصوص کر بیٹھا۔ آخر اللہ تعالیٰ کو اپنے تخلیق کردہ انسان پر رحم آیا اور اس نے مختلف اوقات میں اپنے برگزیدہ پیغمبروں کو مبعوث فرمایا کہ وہ اہل دنیا کو راہِ حق کا درس دیں اور اسی سلسلہ کی منتہی ہستی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ تمھاری ہر طرح کی عبادت اور قربانی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ تاکہ انسانی انا اللہ کے حضور سربسجود رہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام کے نظام عبادت میں ہر لحظہ قربانی کا مفہوم پایا جاتا ہے، یعنی نماز اور روزہ انسانی ہمت اور طاقت کی قربانی ہے۔ زکوٰۃ انسان کے مال و زر کی قربانی ہے۔ حج بیت اللہ بھی مال و زر اور انسان کی ہمت کی قربانی ہے۔ غرضیکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد میں بہت سے تقاضے ایسے ہیں جو انسانی قربانی کے مترادف ہیں۔

قربانی کا عام مطلب

کلام الٰہی میں قربان کا لفظ انھی معنوں میں استعمال ہوا ہے کہ انسانی زندگی کی ہر قسم کی جاں نثاری کا مقصد صرف رضائے الٰہی اور حصولِ قرب ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ قربانی کے لفظ کا عموماً اطلاق ہر چیز پر ہوتا ہے جو قربِ خداوندی کے حصول کے لیے دی جاتی ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی انسان اللہ کی راہ میں دیتا ہے۔ وہ اسی زمرے میں شمار ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے قربانی کا یہ مفہوم بڑی جامعیت کا

Marfat.com

حامل ہے کیونکہ ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ انسان اللہ کی راہ میں نہ صرف مال کی قربانی دینے سے دریغ نہ کرے بلکہ اللہ کی راہ میں جان تک دینے سے نہ گھبرائے۔ کیونکہ دنیا کا سارا مال و اسباب اور جان درحقیقت اسی کی دی ہوئی ہے تو پھر اس کی راہ میں مالی و جانی کی قربانی سے تہی دامنی کیوں؟

انبیاء کرامؑ اللہ تعالیٰ کی نہایت ہی برگزیدہ ہستیاں تھیں۔ اللہ نے انھیں نبوت اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال کیا اور بلند درجات عطا فرمائے۔ لیکن جتنا کسی پیغمبر یا نبی کو بلند مرتبہ حاصل ہوا اسے اتنی ہی زیادہ قربانیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ حتیٰ کہ اللہ کے نبیوں کو اللہ کے دین کی خاطر گھر بار عزیز و اقارب بلکہ دنیا کی ہر چیز اللہ کی راہ میں قربان کرنا پڑی۔ اور پھر ان قربانیوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں بیشمار انعام و اکرام دیے۔ ان کی عظمتوں کا سکہ آج بھی دنیا کے سامنے ہے۔ یہ کتنی عظمت کی بات ہے کہ ادھر اللہ کے پیغمبروں کی زبان سے کوئی دعا نکلے تو ادھر قوموں کی تقدیر بدل جائے۔ لیکن اگر کسی قوم یا فرد کے لیے بددعا نکلے تو اس کا نام و نشان مٹ جائے۔ بلکہ ان کی نسل ختم ہو جائے۔ پیغمبر کی زبان پر خدا خود بولے۔ ان کی زبان سے قوموں کی تقدیروں کے فیصلے ہوں۔

انبیاء اور رسولوںؑ کے بعد اللہ کے دوستوں کی قربانیاں زندہ اور تابندہ ہیں جو آج تک اللہ کے بندے راہِ حق میں دیتے چلے آئے ہیں۔ بیشمار اللہ والوں نے ذاتِ باری کی خاطر اللہ کی راہ میں جان تک قربان کر دی۔ انھی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج اللہ والوں کی باتیں مخلوقِ خدا کی زبان پر شب و روز جاری ہیں۔ آج بھی اگر کوئی اللہ کا بندہ رضائے الٰہی اور حبِ الٰہی کی خاطر سیدھی راہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہے تو اہلِ دنیا کی طرف سے دکھوں اور دل آزاریوں کی آزمائش شروع ہو جاتی ہے۔ رزق کی فراوانی میں کمی آ جاتی ہے۔ باطل قوتیں اہلِ حق کو دبانے کی کوشش کرتی ہیں اور قدم قدم پر اللہ والوں کو تکالیف دیتے ہیں جو انسانی

Marfat.com

قوتِ برداشت سے باہر ہوتی ہیں لیکن اللہ کے ولی اپنے مال و زر اور جان و اولاد گویا کہ ہر قیمتی سے قیمتی چیز کی قربانی دیتے چلے جاتے ہیں۔ ہمارے سامنے بیشمار اولیاء، صوفیاء، بزرگانِ دین اور فقراء کی قربانیوں کی واضح مثالیں موجود ہیں۔

اے میرے مہربان! اللہ کی راہ میں تن من دھن لٹانے کا جذبہ تو صرف کسی اللہ والے کی صحبت سے بیدار ہوتا ہے۔ کسی مرشد کامل کی نگاہِ ناز سے دل میں اترتا ہے کسی باعمل شیخ طریقت کی تربیت سے شب و روز کے عمل میں آتا ہے یا کسی فقیر کی خدمت سے جسم و جان میں راسخ ہوتا ہے۔ غرضیکہ جس کسی نے زندگی کے اصل راستے کو پایا اس نے بے پناہ مشقتیں اٹھا کر ہی پایا۔ لہٰذا انسان کو ہر دم اللہ کا طالب بننا چاہیئے اور اس کی راہ میں جاں نثاری کا درس سیکھنا چاہیئے۔

یہ تو تھا قربانی کا عام مفہوم جو میں نے آپ کے سامنے بیان کر دیا اب اس کا اصطلاحی مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

قربانی کا اصطلاحی مفہوم

قربانی کا لفظ اصطلاحی معنوں میں صرف اس ذبیحہ کے لیے بولا جاتا ہے جو عید الضحیٰ کے موقع پر قربان کیا جاتا ہے، اس لحاظ سے یہ لفظ صرف جانور کے ذبح کرنے کے متعلق ہے۔ قرآن پاک میں اکثر مقامات پر قربانی کا ذکر موجود ہے لیکن اس کے لیے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور قرآن کے ان الفاظ سے مراد قربانی ہی ہے۔

سورۂ آل عمران، مائدہ اور احقاف میں قربانی کے لیے قربان کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی اللہ کے قرب کے لیے جاں نثاری ہے۔ اس کے علاوہ اسی قربانی کے لیے عربی زبان میں "نسک" کا لفظ بھی مستعمل ہے۔ اور قرآن پاک میں یہ لفظ قربانی کے لیے تین مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

ان کے علاوہ قربانی کے لیے قرآن پاک میں "النحر" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

بہر کیف اس قسم کے الفاظ سے مراد وہ قربانی ہے جو عید الضحیٰ کے موقعہ پر کی

Marfat.com

جاتی ہے۔

بظاہر تو ہم اس قربانی کے موقع پر اللہ کی راہ میں جانور ذبح کرتے ہیں۔ اور اس کا گوشت اپنے استعمال میں لے آتے ہیں لیکن ہمارا یہ فعل اللہ کے حضور قبول ہوتا ہے۔ ہماری نیت اللہ جانتا ہے اور جانور کے ذبح سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ جس طرح جانور اللہ کی راہ میں ذبح ہو گیا اور اس نے مالک کی تسلیم و رضا کو مدنظر رکھا۔ ایسے ہی اللہ کے بندے بھی اللہ کی راہ میں ہر وقت اپنے مال و جان کی قربانی کے لیے تیار رہیں۔

قرآن کے علاوہ احادیث میں قربانی کے لیے "اضحیہ" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد بھی جانور کی قربانی ہے جو عید الضحیٰ کے موقع پر ذبح کیا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کی طرف سے قربانی کا واقعہ

قربانی کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ان کے بیٹوں کی طرف سے ہوا اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۔ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ

اور انھیں آدمؑ کے دونوں بیٹوں کی سچی خبر پڑھ کر سناؤ۔ جبکہ ان دونوں نے اللہ کے حضور اپنی طرف سے اپنی اپنی قربانی پیش کی تو ایک کی قربانی قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو ایک بیٹے نے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گا تو دوسرے نے جواباً کہا کہ اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کی قربانی ہی قبول کرتا ہے۔ بیشک اگر تو اپنا ہاتھ مجھ پر بڑھائے گا کہ مجھے قتل کرے تو میں اپنا

Marfat.com

اِلَیْكَ لِاَ قْتُلَكَ ج اِنِّیْٓ ہاتھ تجھ پر نہ بڑھاؤں گا کہ تجھے قتل کروں۔
اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے
الْعٰلَمِیْنَ ۝ جہانوں کا رب ہے۔ (پ۶، مائدہ ۲۷ تا ۲۸)

جس قربانی کا ذکر ان آیات میں ہوا ہے وہ اللہ کے حضور ایک فیصلہ کے لیے دی گئی جو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے درمیان عورت سے شادی کرنے کے بارے میں تھا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی افزائش نسل کے لیے یہ دستور طے پایا کہ حضرت حوا کے ہاں ایک وقت میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ پھر دوسری مرتبہ ایک لڑکی اور لڑکا پیدا ہوئے پہلے پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح بعد میں پیدا ہونے والی لڑکی سے کرنا تھا اور بعد میں پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح پہلی لڑکی سے ہونا تھا۔ لیکن پہلے لڑکے قابیل نے اپنی ہمشیرہ ہی سے شادی کرنا چاہی جو اس کے ساتھ پیدا ہوئی تھی کیونکہ وہ حسن اور خوبصورتی میں بعد میں پیدا ہونے والی ہابیل کی ہمشیرہ سے کئی درجے زیادہ حسن وجمال رکھتی تھی۔ لہٰذا اس شادی کے معاملہ میں دونوں بیٹوں میں الجھاؤ پیدا ہو گیا۔ اس الجھاؤ کے فیصلہ کے لیے اللہ کی طرف سے حکم ہوا کہ تم دونوں اللہ کے حضور میں قربانی پیش کرو۔ اور جس کی قربانی اللہ کے حضور شرفِ قبولیت پائے گی اس کو آسمان سے ایک آگ نمودار ہو کر جلا دے گی۔

چنانچہ اللہ کے اس حکم کے مطابق ہابیل نے ایک بہترین دنبہ خدا کی نذر کیا اور قابیل نے اپنی کھیتی سے ناکارہ غلے کا ایک ڈھیر قربانی کے لیے پیش کیا اور حسبِ دستور آسمانی آگ نے آ کر ہابیل کی قربانی کو جلا دیا۔ اور یہ قبولیت کی علامت تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں وہ قربانی قبول ہوتی ہے جو راہِ حق پر قائم ہوتے ہوئے دی جائے۔

Marfat.com

پہلی اُمتوں میں فریضۂ قربانی

حضرت آدمؑ سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک بیشمار پیغمبر آئے۔ ان میں سے اکثر پیغمبر صاحبِ شریعت تھے۔ چنانچہ جو پیغمبر صاحبِ شریعت تھے ان کی شریعت پر ان کی امت اور بعد میں آنے والے انبیاء اس وقت تک عمل پیرا رہتے جب تک دوسرا صاحبِ شریعت پیغمبر نہ آجاتا۔ لہٰذا یہ قربانی کا فعل سابقہ امتوں میں بھی رائج تھا اور اس کی تصدیق قرآن پاک کی اس آیت سے ہوتی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ؕ

اور ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا تاکہ وہ ان چوپایوں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے ان کو عطا فرمائے ہیں۔ (پ ۱۷۔ الحج ۳۴)

اسلام سے قبل پیغمبرانِ حق کی تعلیمات میں قربانی کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود تھا لیکن ان کے طریقہ کار میں مختلف زمانوں میں مختلف انبیاء کی امتوں میں تھوڑا بہت اختلاف تو رہا ہے لیکن قربانی کا مقصد حکم الٰہی کی اتباع اور رضائے الٰہی ہی تھا۔ لیکن شیطان دشمنی کی بنا پر ایک رسول کی شریعت کے بعد دوسرے رسول تک ان کی امتیں دین کے اصل راستے سے تھوڑا بہت ہٹ جاتی تھیں۔ اور شیطان انھیں گمراہ کر کے غلط راستے پر لگا دیتا تھا۔ ہر پیغمبر کے اعلانِ توحید میں یہی بات عیاں تھی کہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کی عبادت نہ کی جائے لیکن شیطان نے انسان کو ایسا گمراہ کیا کہ انسان کے اپنے ہاتھوں ہی سے تراشیدہ بتوں کو معبود بنوا ڈالا۔ پھر یہاں تک ہی نہیں بلکہ شریعت کے ہر حکم کی اصلی صورت کو بگاڑ کر کسی نہ کسی طرح اللہ کے علاوہ فانی شاہکارِ فطرت کی طرف مائل کر دیا۔ یہاں تک کہ اسلام سے پہلے مشرکین اور اہلِ کتاب میں قربانی دی جاتی تھی اسلام

Marfat.com

میں ان کے اس بے بنیاد عمل کو سنتِ ابراہیمی کی پیروی میں قربانی کے عمل کو اللہ کے لیے مخصوص قرار دیا۔

حضرت نوح علیہ السلام جس زمانے میں پیغمبر مبعوث ہوئے وہ دور بھی بڑا پرآشوب تھا۔ آخر اس قوم کو طوفان کی صورت میں سخت سزا ملی۔ لیکن اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کا اجرا ہوا۔ جو لوگ آپ کے تابع بنے ان میں قربانی رائج ہوئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام بذاتِ خود بھی قربانی کیا کرتے تھے اور جو جانور ذبح کرتے وہ اللہ کا نام لے کر کرتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بھی قربانی کا طریقہ رائج تھا۔ قرآن پاک میں قومِ موسیٰ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ان کا ایک قول بیان کیا گیا ہے کہ ہم کسی رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لاوے جس کو آگ کھا جائے۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ عَہِدَ اِلَیْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْکُلُہُ النَّارُ ط	یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کہا کہ بیشک اللہ نے ہم سے وعدہ کر لیا ہے کہ ہم اللہ کے رسول پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس ایسی قربانی نہ لائے جسے آسمانی آگ جلا کر راکھ کر دے۔
(پ ۴) (آل عمران : ۱۸۳)	

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کے لیے یہود نے ایک بہانہ یہ بنا رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ اس وقت تک ایمان نہ لانا جب تک کہ رسول یہ معجزہ نہ دکھائے کہ اس کی قربانی کو آسمان سے کھا جانے والی آگ نہ کھا جائے۔ لہٰذا آپ نے یہ معجزہ نہیں دکھایا اس لیے ہم ایمان نہیں لاتے۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے کہ

”میرے وہ پیغمبر جو یہ معجزہ لے کر آئے تم ان پر ایمان کیوں نہ لائے بلکہ انھیں

Marfat.com

ناحق قتل کر ڈالا؟

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم موسیٰ علیہ السلام میں کئی نبی ایسے آئے جن کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے آسمانی آگ کے ذریعہ قبول کیا۔ جو کہ اس وقت طریقہ رائج تھا لیکن وہ اس دلیل کو بھی نہ مانتے ہوئے ایمان نہ لاتے تھے۔ اور اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ امت سابقہ میں قبولیت کا یہ اصول بھی تسلیم کیا جاتا تھا کہ صرف وہی قربانی قبول ہوگی جسے آسمانی آگ کھا جائے۔

Marfat.com

قربانی کا عظیم واقعہ

قربانی جو عید الضحیٰ کے موقع پر کی جاتی ہے ایک عظیم واقعہ کی یادگار ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بیٹے کی قربانی کے حکم کی تعمیل میں پیش آیا۔ جو درحقیقت آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیے کے طور پر ہے جسے ملتِ ابراہیمی میں سنت کے طور پر اپنایا گیا۔ پھر اسی سنت کو اسلام میں لازم قرار دے دیا گیا۔ قربانی کے اس عظیم واقعہ کا پورا پس منظر پیش کیا جاتا ہے جن حالات میں قربانی کا یہ عظیم واقعہ پیش آیا۔ قربانی کے واقعہ کا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذاتِ اقدس سے ہے۔ لہذا پہلے ان کے حالات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا زمانہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام جس دور میں ہوئے ہیں اس زمانے میں شہر بابل پر نمرود کی حکومت تھی۔ اسے اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مال و دولت اور عظیم سلطنت دے رکھی تھی، اسے چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نیاز مند رہتا اور اس کا شکر ادا کرتا لیکن اسے بادشاہی کے نشے نے مغرور اور خودسر بنا رکھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ خود بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہونے کی بجائے خود کو سجدہ کروانے لگا۔ اپنی رعایا کو کہتا کہ میں تمہارا رب ہوں لہذا مجھے سجدہ کرو۔ لوگوں نے اسے سجدہ کرنا شروع کر دیا جس سے وہ بے پناہ مغرور اور متکبر ہو گیا۔

نمرود کے خدا بننے کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں لوگ بے جان پتھر کی مورتیوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس نے سوچا کہ یہ بت اور مورتیاں نہ انھیں فائدہ پہنچا سکتی ہیں نہ نقصان۔ ان پتھر کے بتوں کے مقابلہ میں تو میں اس قابل ہوں کہ خدا کہلوا

Marfat.com

سکوں۔ میرے پاس دولت و قوت، آرام و تکلیف پہنچانے کے ساز و سامان، عقل و شعور، اندرونفکر سب کچھ ہے۔ میں جسے چاہوں تکلیف دے سکتا ہوں۔ اور جسے چاہوں نواز سکتا ہوں، قتل کر سکتا ہوں اور زندہ رہنے کا موقع دے سکتا ہوں۔ غرض سلطنت و سطوت کے اعتبار سے میرے ہاتھوں میں سب کچھ ہے اس لیے خدائی کے قابل میں ہوں نہ کہ یہ بے شعور و بے جان بُت۔ عبادت اور پرستش کے لائق اگر کوئی ہے تو وہ میں ہی ہوں، اس لیے وہ رعایا کو مجبور کرتا کہ ان بتوں کو پوجنے کے ساتھ ساتھ مجھے سب سے بڑا خدا مانو اور بالآخر لوگ اسے خدا ماننے لگے۔

نمرود کا خواب

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ نمرود بڑے کر و فر، اور رعونت کے ساتھ تاج شاہی پہن کر تخت پر بیٹھتا۔ اور نجومیوں اور کاہنوں کو ہمیشہ اپنے پاس رکھتا۔ ایک دن کاہنوں نے دیکھا کہ نمرود لعین بڑا پریشان ہے۔ انھوں نے پوچھا بادشاہ سلامت! تم آج غم زدہ کیوں ہو؟

نمرود کہنے لگا اے میرے کاہنو! اے نجومیو! آج رات میں نے خواب میں ایک ستارہ دیکھا ہے جس کی روشنی کے سامنے چاند اور سورج کی روشنی ماند پڑ گئی ہے۔ اس خواب نے مجھے از حد پریشان کر دیا ہے۔ کاہنوں اور نجومیوں نے یہ خواب سن کر کہا اے نمرود! اس کی تعبیر یہ ہے کہ تیرے شہر میں اس سال ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جو پیغمبر ہوگا اور تیرے دین کو بدل دے گا۔ اس کے ہاتھوں تُو ہلاک ہو جائے گا اور تیری سلطنت تباہ و برباد ہو جائے گی۔

نجومیوں کی پیشینگوئی کا تدارک

نجومیوں کی اس بات پر نمرود بہت پریشان ہوا اور سوچنے لگا کہ اب کیا کروں۔ آخر اس نے سوچ کر یہ فیصلہ کیا کہ آج سے پورے شہر میں منادی کرا دی جائے کہ کوئی شوہر اپنی بیوی کے پاس نہ جائے۔ اس نے یہ بھی حکم

Marfat.com

جاری کر دیا کہ اس برس جو بھی بچہ پیدا ہو گا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ایک خاص مدت تک یہ ضابطہ جاری رہا۔ نمرود میں اس شک میں کہ کہیں وہ لڑکا اس دنیا میں نہ آجائے، ہزاروں معصوم اور بے گناہ بچوں کو قتل کروا دیا۔

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت

بچوں کے قتل کا سلسلہ ابھی جاری تھا کہ ایک روز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد اپنی بیوی کے پاس چلے گئے جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے والدِ گرامی کے صلبِ اطہر سے شکمِ مادر میں پہنچ چکے تھے مگر کسی کو خبر نہ ہو سکی۔ بالآخر جب وقتِ ولادت قریب آیا تو آپ کی والدۂ محترمہ جنگل کی ایک وادی میں تشریف لے گئیں اور ایک غار میں ٹھہر گئیں۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ آپ کی والدہ کو آپ کے پیدا ہونے کی بے پناہ خوشی ہوئی۔ مگر جونہی انھیں نومولود بچوں کا قتل ہونا یاد آتا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے پُرنم ہو جاتیں آخر ایک روز آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو کپڑے میں لپیٹ کر غار میں سپردِ خدا کر کے واپس آگئیں۔ اسی دوران آسمان سے حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انھوں نے بچے کے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے اس کے منہ میں رکھ دیے۔ خدا کی شان سے ایک انگوٹھے سے دودھ اور دوسرے سے شہد جاری ہو گیا۔ یوں حضرت ابراہیم علیہ السلام پرورش پاتے رہے۔

آپ وہ خلیل اللہ ہے کہ جس کی دنیا میں آمد کو روکنے کے لیے وقت کے قاہر حاکم نے بیشمار معصوم بچوں کو قتل کر ڈالا تھا لیکن اس کے باوجود وہ تقدیر کا لکھا مٹا نہ سکا۔

پھر چند روز بعد آپ کی والدہ دوبارہ اسی غار میں پہنچیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ان کا نورِ نظر گوشۂ جگر بالکل صحیح سلامت ہے اور اپنا انگوٹھا چوس رہا ہے۔ اس کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ بڑی رازداری سے اس غار میں تشریف لے جاتیں اور دیکھ بھال کر آتیں۔

Marfat.com

پرورش

آخرکار اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگہداشت کی بنا پر آپ بڑے ہو گئے تو آپ نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا رب کون ہے؟ والدہ نے جواب دیا کہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ تمھارا والد تمھاری پرورش کرنے والا ہے۔ آپ اس جواب سے مطمئن نہ ہوئے آپ کی والدہ نے گھر جا کر آپ کے والد کو بتایا، کہ تمھارا بچہ وہ ہے جس کے بارے میں نجومیوں نے کہا تھا کہ وہ زمین والوں کے دین کو بدل دے گا۔

غرضیکہ جوانی تک پرورش پانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق و صداقت کی راہ دکھائی۔ اپنی روشن فکر اور وحی کے نور سے آپ نے اس حقیقت کو سمجھ لیا کہ خدا ایک ہے اور تنہا وہی اس عالم کا پیدا کرنے والا ہے اور زمین و آسمان کا قائم رکھنے والا ہے۔ اسی نے اس تمام کائنات کو اپنے احاطۂ قدرت میں گھیر رکھا ہے اور یہ پتھر کے بُت جن کو لوگ اپنے ہاتھوں سے تراشتے اور پھر ان کی پرستش کرتے ہیں بالکل بے حقیقت ہیں۔ نہ ان میں کوئی طاقت ہے نہ قدرت۔ اللہ کے ارادے کے آگے یہ سب بے دست و پا ہیں۔

آخر جب آپ نے دیکھا کہ نمرود کی پوری قوم بت پرستی میں آخری حد تک مبتلا ہو چکی ہے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ انھیں توحید کی دعوت دوں تاکہ قوم ایک خدا کو ماننے والی بن جائے مگر قوم میں گمراہی اس حد تک تھی کہ آپ کا چچا آذر نہ صرف بُت پرست تھا بلکہ خود بتوں کو بنا کر بیچتا تھا۔

آغازِ تبلیغ

آخرکار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تبلیغ کا آغاز اپنے گھر ہی سے کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں فرمایا ہے کہ:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

اور جب ابراہیمؑ نے اپنے اَبْ آذر سے کہا تم کیا بتوں کو معبود بناتے ہو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم اور تمھاری قوم صریح گمراہی میں ہو۔ (پ ۷، انعام ۷۵)

Marfat.com

اس آیت میں مفسرین کے نزدیک لِاَبِیْہِ سے مراد آپ کا چچا آزر ہے کیونکہ آپ کے والد گرامی کا نام تارخ تھا۔ اہل لغت کا کہنا ہے کہ عربی میں اَب کا لفظ چچا کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے چچا کو احساس دلایا کہ تو اور تیری قوم صریحاً گمراہی میں مبتلا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے آگے بتایا ہے کہ:

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

پھر جب ان پر رات کا اندھیرا آیا۔ ایک تارا دیکھا، بولے اسے میرا رب ٹھہراتے ہو۔ پھر جب وہ ڈوب گیا تو بولے مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔ پھر جب چاند چمکتا دیکھا تو بولے اسے میرا رب بتاتے ہو، پھر جب وہ ڈوب گیا، کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا تو میں بھی انہی گمراہوں میں ہوتا۔ پھر جب سورج جگمگاتا دیکھا، تو بولے اسے میرا رب کہتے ہو، یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ ڈوب گیا کہا اے قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ایک اسی کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا آزر اور اس کی قوم بتوں کی پرستش کے علاوہ چاند، سورج اور ستاروں کی بھی پوجا کرتے تھے۔ رات کے وقت جب ستارہ طلوع ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم اس کو رب کہتے ہو؟ پھر جب

Marfat.com

وہ چھپ گیا تو فرمایا کہ جو چھپ جائے ہیں اس سے محبت نہیں کرتا اور وہ عبادت کے لائق نہیں ہو سکتا۔ ستارے کے چھپ جانے کے بعد چاند کو چمکتا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ کیا اسے رب ٹھہراتے ہو؟ پھر جب چاند بھی چھپ گیا تو فرمایا جو چھپ جائے وہ رب ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پھر صبح ہوئی تو سورج طلوع ہوا تو اس کی چمک دمک دیکھ کر فرمایا کیا تم اسے رب ٹھہراتے ہو؟ جب شام کو سورج غروب ہو گیا تو آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں ان جھوٹے خداؤں سے بیزار ہوں۔ اے میری قوم! میں دنیا میں دھوکہ کھانے کے لیے نہیں آیا بلکہ دنیا کو دھوکے سے نکالنے کے لیے آیا ہوں اے قوم! عقل سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس نے سورج چاند اور ستاروں بلکہ کل جہان کو پیدا فرمایا۔ وہی سب کا خالق و مالک اور معبود ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے۔ لہٰذا اسی سچے رب کی پوجا کرو، ان بتوں کو چھوڑ دو۔ یہ تمھارے رب نہیں ہیں۔ مگر اس قوم نے آپ کی دعوتِ حق کا انکار کر دیا اور آپ کے ساتھ تلخ کلامی کرنے لگے۔

تذلیل بُت فروشی

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا آذر کچھ بُت بیچنے کے لیے بازار گیا اور حضرت ابراہیم کو ساتھ جانے کے لیے کہا۔ آپ بھی ساتھ بازار چلے گئے۔ انھوں نے ایک بت آپ کو پکڑا دیا۔ آپ نے اسے اٹھانے کی بجائے اس کے گلے میں رسی ڈالی اور اسے گھسیٹتے ہوئے بازار چل دیے۔ پھر انھوں نے کہا کہ بُت بیچنے کے لیے آواز لگاؤ آپ نے یوں آواز لگائی کہ کون ہے اسے خریدنے والا کہ جو نہ نفع دینے والا ہے اور نہ نقصان دینے والا ہے۔ اگر کسی نے اپنے دین و دنیا کو تباہ کرنا ہے تو اس بت کو خرید لے۔ غرضیکہ آپ نے یہ باتیں سر بازار فرمائیں تو کوئی بھی شخص بت کو لینے کے لیے آگے نہ بڑھا۔

ایک مقام پر آپ نے بُت کا منہ پانی میں ڈبوتے ہوئے کہا کہ پانی پیو۔ وہ بت تھا پانی کہاں پیتا۔ لوگ دیکھ رہے تھے کہ آذر کے ساتھ آیا ہوا جوان بتوں کی ذلت کی

Marfat.com

بات کیوں کر رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے آزر سے کہا جیسا کہ قرآن مجید میں لکھا ہے:

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا۔

جب انھوں نے آزر سے کہا کہ چچا جان آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکیں (پ ۱۶، مریم ۶۱)

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آزر سے کہا کہ تم ان بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہو جو تیری بات سن نہیں سکتے اور نہ ہی تجھے دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی تجھے کوئی چیز دے سکتے ہیں اور نہ ہی تیرا کچھ سنوار سکتے ہیں۔ آپ کے منہ سے ان باتوں کا نکلنا ہی تھا کہ آذر کو غصہ آگیا اور کہنے لگا اے ابراہیم!

لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا۔

بیشک اگر تم باز نہ آئے تو میں ضرور تم کو پتھر مار کر سنگسار کردوں گا اور زمانہ دراز تک مجھ سے بے علاقہ ہو جا۔ (پ ۱۶، ع ۶)

اس پر حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ آذر! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس کی روشنی میں میں تمھیں سیدھا راستہ دکھانا چاہتا ہوں اس لیے آپ شیطان کی پیروی نہ کریں۔ کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں آپ اللہ کے عذاب کی گرفت میں نہ آجائیں اسے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا ہے:

يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ۝ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن

چچا جان! مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا ہے۔ تو میرے ساتھ ہو جائیے میں آپ کو سیدھی راہ پر چلا دوں گا۔ چچا جان! شیطان کی پوجا نہ کیجیے۔ بیشک شیطان خدا کا نافرمان ہے۔ چچا جان! مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپ کو خدا کا عذاب آپکڑے تو آپ شیطان کے

Marfat.com

يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ   ساتھی ہو جائیں۔
فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝

(پ ۱۶، مریم ۴۳ تا ۴۵)

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آذر اور دیگر بت پرستوں کو بڑے اچھے انداز میں راہ حق پر لانے کی کوشش کی تاکہ وہ بت پرستی ترک کر دیں۔ لیکن وہ باز نہ آئے۔ اور آپ کے دشمن بنتے چلے گئے۔ اور آپ نے انھیں یہ بھی سمجھایا کہ بُت پرستی شیطان کی راہ ہے۔ اگر تم نے اسے اختیار کیے رکھا تو تمھارا انجام بہت بُرا ہوگا تم عذابِ الٰہی میں پکڑے جاؤ گے مگر وہ بت پرست قوم نمرود کے پیچھے لگی ہوئی تھی اور اس کی بادشاہت کو سب کچھ تسلیم کیے بیٹھے تھے۔

بُت توڑنے کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک دن اپنی قوم کو خبردار کیا کہ میں ایک دن تمھارے بتوں کو ختم کر دوں گا کیونکہ آپ نے سوچا کہ جو بُت وہ فروخت کرتے ہیں انھیں توڑ کیوں نہ دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝ قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ۝ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ

اور بیشک ہم نے ابراہیمؑ کو پہلے ہی سے اس کی نیک راہ عطا کر دی اور ہم اس سے خبردار تھے۔ جب اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا، یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے آگے تم آسن مارے ہو؟ بولے ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پوجا کرتے پایا، کہا، بیشک تم اور تمھارے باپ دادا سب کھلی گمراہی میں ہو بولے کیا تم ہمارے پاس حق لائے ہو، یا یونہی کھیلتے ہو؟ کہا بلکہ تمھارا رب وہ ہے جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا، جس نے انھیں پیدا کیا اور میں اس پر گواہوں میں سے

97012

وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ۝ ہوں اور مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں تمہارے
وَتَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بتوں کا بُرا چاہوں گا۔ بعد اس کے کہ تم پیٹھ دے
بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝ کر پھر جاؤ۔ (پ ۱۷، انبیاء ۵۱ تا ۵۷)

وہ قوم ہر سال ایک میلہ لگاتی تھی جہاں پوری قوم جمع ہوتی تھی۔ یہ میلہ شہر سے باہر ایک مقام پر منعقد ہوتا تھا۔ اس قوم کا طریقہ تھا کہ جب میلے میں شامل ہوتے کے لیے جاتے تو بہت سا کھانا پکا کر عبادت گاہوں میں رکھ آتے تا کہ جب شہر کو واپس آئیں تو اچھی طرح کھائیں۔ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے خدا ان کی اس لمبی غیر حاضری کے دوران ان کھانوں میں برکت ڈال دیتے ہیں۔

حسبِ معمول جب یہ لوگ شہر سے باہر جانے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ساتھ جانے کے لیے کہا مگر آپ نے ان کے ساتھ جانا پسند نہ فرمایا۔ آخر پوری قوم کے لوگ بڑی ہنسی خوشی کے ساتھ شہر سے باہر چلے گئے اب شہر بالکل خالی ہو گیا تو آپ نے سوچا کہ آج کیوں نہ بت خانے کے بتوں کو توڑ کر نیست و نابود کر دیا جائے۔ لہٰذا اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے آپ بُت خانے میں تشریف لے گئے۔ بت خانے میں داخل ہوتے ہی آپ نے دیکھا کہ بتوں کے آگے طرح طرح کے پھل اور کھانے رکھے ہوئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اے بتو! تمہارے سامنے پھل اور کھانے موجود ہیں تم انھیں کھاتے کیوں نہیں ہو۔ بھلا مٹی کے بت کیا جواب دیتے کیونکہ ان مٹی کے بتوں میں بولنے کی طاقت ہی نہ تھی۔ پھر آپ نے کلہاڑا اٹھایا اور بتوں کو توڑنے لگے۔ اور کچھ وقت میں بڑے بت کے سوا تمام بتوں کو توڑ دیا اور آخر میں کلہاڑا بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا۔ تا کہ جب وہ ٹوٹے ہوئے بتوں کو دیکھیں تو بڑے بت کی طرف رجوع کریں۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر یوں ہوا ہے۔

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا پس ان سب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مگر ایک
كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ بڑے بت کو چھوڑ دیا یعنی نہ توڑا۔ تا کہ وہ اس کی

Marfat.com

اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ۝ طرف رجوع کریں (پ ۱۷۔ انبیاء ۵۸)

قوم کے لوگ جب میلے سے واپس شہر میں آئے اور اپنے بت خانے میں داخل ہوئے تو انھوں نے اپنے خداؤں کو ٹوٹا ہوا پایا۔ وہ ان خداؤں کی یہ حالت دیکھ کر حیران ہو گئے کہ کسی کی ٹانگ نہیں، کسی کا کان نہیں، کسی کا ہاتھ نہیں، کسی کا سر نہیں۔ سب کے سب زمین پر گرے پڑے ہیں۔ صرف ایک بڑا بت صحیح سالم نظر آرہا تھا۔ وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے:

مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ کس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا بیشک وہ ظالموں سے ہے (پ ۱۷، انبیاء: ۵۹)

پھر ان میں سے چند لوگوں نے کہا:

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ۝ انھوں نے کہا ہم نے ایک جوان کو انھیں برا کہتے سنا ہے جسے ابراہیمؑ کہتے ہیں۔

(پ ۱۷، انبیاء ۶۰)

جب سرداروں اور کاہنوں نے ابراہیم (علیہ السلام) کا نام سنا تو غیظ وغضب میں کہنے لگے:

قَالُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ۝ تو اسے لوگوں کے سامنے لاؤ۔ شاید وہ گواہی دیں (پ ۱۷، انبیاء: ۶۱)

غصہ اور انتقام کی آگ قوم کے دل میں بھڑک اٹھی۔ انھوں نے بادشاہ سے فریاد کر کے انھیں حاضر کرنے کی درخواست کی تاکہ فیصلہ کرا کے انھیں کیفر کردار تک پہنچائیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام دل سے یہ چاہتے تھے اور ایک مدت سے اس بات کے منتظر تھے کہ ساری قوم کسی نہ کسی طرح یکجا جمع ہو جائے تو ان کے سامنے وہ اپنے دلائل پیش کریں اور ان کے باطل عقیدہ کا پول کھول دیں۔

یہ قصہ بڑی تیزی کے ساتھ تمام محفلوں۔ مجلسوں، کوچوں، بازاروں میں پھیل گیا اور لوگوں کے جتھے کے جتھے حضرت ابراہیمؑ کا محاکمہ سننے اور ان کی سزا کا تماشا

Marfat.com

دیکھنے کے لیے ہر طرف سے اکٹھے ہو گئے۔ تاکہ ان کو عذاب کے شکنجہ میں کسا ہوا دیکھ کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کریں۔

فیصلہ کرنے والوں کی ایک جماعت کے سامنے ابراہیمؑ کو غصہ سے بھڑکے ہوئے مجمع کے روبرو لایا گیا اور علی الاعلان مقدمہ شروع ہوا۔ فیصلہ کرنے والوں نے پوچھا:

ءَاَنۡتَ فَعَلۡتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبۡرٰهِيۡمُ ؕ اے ابراہیم! یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ تو نے کیا ہے۔ (پ ۱۷، انبیاء: ۶۲)

حضرت ابراہیمؑ کو اپنی منشا کے مطابق بولنے اور دلائل دینے کا موقع ملا اس لیے آپ نے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ آپ پوری تیاری کے ساتھ قوم کے خلاف دلائل دینے کے لیے منتظر تھے ہی۔ آپ نے مقدمہ کی نوعیت کو بدل دیا۔ بجائے اس کے کہ اس فعل کا اعتراف فرماتے، جواب میں فرمایا کہ جو سب سے بڑا بت ہے اس نے یہ کام کیا ہے تم خود اس سے پوچھ لو۔

قَالَ بَلۡ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيۡرُهُمۡ هٰذَا فَسۡـَٔلُوۡهُمۡ اِنۡ كَانُوۡا يَنۡطِقُوۡنَ ۞ ابراہیمؑ نے کہا بلکہ یہ ان کے اس بڑے بت نے کیا ہوگا) اگر یہ بولتے ہوں تو ان سے پوچھ لو۔ (پ ۱۷، انبیاء: ۶۳)

یہ دندان شکن مدلل جواب جس میں حکمت بھی تھی، سرزنش بھی تھی اور بتوں کی بے بسی پہ طنز بھی تھا، جب تمام مجمع نے سنا تو لوگوں پر بڑا اثر ہوا اور عجیب قسم کا تذبذب اور نئی روشنی قوم کے خیالات کی محرک ہو گئی۔ لوگ آپس میں ٹکڑوں میں تقسیم ہو کر ایک دوسرے کو مطعون کرنے لگے کہ درحقیقت یہ تمھاری اپنی غفلت ہے چنانچہ ایک جماعت نے مجمع کو مخاطب کر کے کہا کہ تم نے خداؤں کو بغیر کسی دیکھ بھال اور نگرانی کرنے والے کے تنہا کیوں چھوڑ دیا تھا۔ تم نے خود اپنے فرض میں کوتاہی کی ہے۔

فیصلہ کرنے والی جماعت حضرت ابراہیمؑ کی اس مسکت دلیل اور لاجواب کر دینے والے جواب سے حیران و پریشان ہو گئی اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک

Marfat.com

سناٹا چھا گیا۔ ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں۔ وہ بولنے سے عاجز ہو گئے۔ شرمندگی اور ندامت سے ان کے سر جھک گئے۔ بڑی دیر اور غور و فکر کے بعد انھوں نے اپنے پراگندہ اور پریشان خیالات کو مجتمع کیا اور حضرت ابراہیمؑ کو مخاطب کر کے کہا:

"اے ابراہیمؑ! تو جانتا ہے کہ یہ بُت کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ پھر تو کس طرح ہم سے یہ کہہ رہا ہے کہ ہم ان بے زبان بتوں سے پوچھیں، اور کس طرح ان سے شہادت لیں"۔

اس موقع پر لوگوں نے بادلِ ناخواستہ اپنے معبودوں کے عجز اور بے طاقتی کو بچشمِ خود دیکھ لیا اور واضح طور پر حضرت ابراہیمؑ کے مدلل بیان نے ان کی عقل سے پردے اٹھا دیے اور انھوں نے اعتراف کر لیا کہ ان کے معبودوں پر جو کچھ گزری وہ اس کو رفع کرنے پر قادر نہ تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ ۝

انھوں نے اپنے دل میں غور کیا تو آپس میں کہنے لگے بیشک تم ہی بے انصاف ہو۔ پھر سر نیچا کر لیا اور کہنے لگے، تم جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔ (پ ۱۷، انبیاء: ۶۴ تا ۶۵)

اب حضرت ابراہیمؑ نے فیصلہ کرنے کے لیے جمع ہونے والے قاضیوں کو ان شواہد کے باوجود جہل و تکبر پر اڑے رہنے پر انتہائی ملامت فرمائی۔ ان کو غور و فکر کی دعوت دی۔ اور فرمایا کیا تم ایسی بے مصرف چیز کی پرستش کرنا چاہتے ہو جو نہ تمھیں نقصان پہنچا سکتی ہے نہ نفع۔ افسوس ہے تم پر اور ان بتوں پر جن کو تم خدا کی بجائے پوجتے ہو۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

متصفوں کی یہ جماعت جس کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوئے تھے۔ اور دلوں پر کفر و ضلالت کی مہریں لگی ہوئی تھیں جب جواب سے عاجز آ گئی تو اپنی رسوائی اور شرمندگی کی جھینپ مٹانے کے لیے بہت سی من گھڑت باتیں بنانے لگی۔ اور اپنے نفسوں کو دھوکہ دینے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ پھر انھیں کوئی ایسی دلیل یا

Marfat.com

حجت ہاتھ نہ آئی جس کے سہارے وہ اپنی ندامت دور کر سکتے۔ اس لیے انھوں نے انتقاماً متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ حضرت ابراہیمؑ کو اس حرکت کی پاداش میں جلا دیں تاکہ ہمارے معبود ہم سے راضی ہو کر ہماری تائید کریں۔ اس بات کو قرآن مجید نے یوں بیان فرمایا ہے:

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ؕ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۞

ابراہیمؑ نے کہا پھر تم خدا کو چھوڑ کر کیوں ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ تمھیں کچھ فائدہ دے سکیں۔ اور نہ نقصان پہنچا سکیں۔ تُف ہے تم پر اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔ ان پر۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ (پ ۱۷، انبیاء، ۶۶ تا ۶۷)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پوری قوم کے سامنے یہ بیان، ان کے لیے راہِ حق کو اختیار کرنے کے لیے کافی تھا۔ مگر ان بدبختوں نے حق تسلیم کرنے کی بجائے اللہ کے نبی کے خلاف عداوت و دشمنی کا نعرہ بلند کیا۔ آپ کے متعلق سازشیں ہونے لگیں چلتے چلتے یہ بات حاکم وقت نمرود مردود تک پہنچ گئی۔ نمرود نہ صرف اس قوم کا بادشاہ کہلاتا تھا بلکہ وہ خود کو اپنی رعایا کا خدا تصور کرتا تھا۔ لوگ دیگر بتوں کی طرح اسے بھی سجدہ کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق جب معلوم ہوا تو وہ سوچنے لگا کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کا سلسلہ تبلیغ یوں ہی جاری رہا تو وہ دن دور نہیں جب یہ شخص قوم کو مجھ سے برگشتہ کر دے گا۔ چنانچہ اس نے حکم دیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو میرے دربار میں پیش کیا جائے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو دربار میں طلب کیا گیا تو آپ وہاں تشریف لے گئے۔

نمرود لعین نے آپ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم ہمارے بتوں اور دیوتاؤں کے خلاف باتیں کرتے ہو اور ہماری الوہیت کے بھی قائل نہیں ہو۔؟

Marfat.com

آپ نے نمرود کے بھرے دربار میں علی الاعلان فرما دیا کہ بے جان پتھر کی مورتیاں کیسے خدا ہو سکتی ہیں۔ تو بھی انسان ہے ہم بھی انسان ہیں۔ پھر تو خدا کیسے ہو گیا؟ خدا تو وہ ہے جس نے ساری کائنات کو پیدا فرمایا ہے:

قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ - ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے (پ ۳، ع ۲)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا وہ خدا ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ نمرود لعین نے کہا کہ یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے قید خانہ سے دو شخصوں کو بلوایا، پھر ایک کو آزاد کر دیا اور ایک کو قتل کر دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس کے اس فعل سے سمجھ گئے کہ یہ موت وحیات کی اصل حقیقت سے ناآشنا ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فوراً دوسری دلیل پیش کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ - اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے اور (اگر تو خدا ہے) تو مغرب سے چڑھا دے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے جو ہر روز سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ اے نمرود! اگر تو اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر دکھا دے۔ آپ کے اس جواب پر وہ لعین لاجواب ہو گیا۔ چاہیے تھا کہ وہ امرِ حق کو قبول کرتا مگر نمرود نے خدائے بزرگ و برتر کو تسلیم نہ کیا۔ اس لیے کہ اس کو خدائی کی سیٹ سے اتر کر مخلوق میں شامل ہونا پڑتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چچا کو بھی لاجواب کر دیا۔ پوری قوم اور بادشاہِ وقت کو بھی آپ نے شکستِ فاش دے دی۔ ان کے پاس اللہ کے نبی کی باتوں کا کوئی جواب نہ تھا۔ بتوں کو سچا ثابت کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔

Marfat.com

آتشِ نمرود

ساری قوم نے پختہ ارادہ کر لیا کہ حضرت ابراہیمؑ کو توحید کے جرم میں بت پرستی کے خلاف آواز اٹھاتے اور بتوں سے دشمنی کرنے کی سزا میں آگ میں ڈال دیں کیونکہ توحید و وحدانیت کا اعلان ان لوگوں کے لیے ایک ایسا کانٹا تھا جو ان کے عیش و آرام سے سجے ہوئے بستروں میں کھٹک اور بے چینی پیدا کر کے خلل ڈال رہا تھا اور ان کے تعیش کے سرچشموں کو ختم کر رہا تھا۔ یہ دعوتِ حق ان کو بتوں کی بندگی سے آزاد کر رہی تھی۔ ان کی بزدلی اور مکر و حیلہ گری کا پردہ چاک کر رہی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اس کے نتیجہ میں ان کا اقتدار ختم ہو جائے گا۔ اور ان کے مکر و ظلم کا دائرہ سکڑتے سکڑتے نہ ہوتے کے برابر رہ جائے گا۔ اس بات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝ — تب وہ کہنے لگے کہ اگر تم نے کچھ کرنا ہے، تو اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

(پ ۱۷۔ انبیاء : ۶۸)

انھوں نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جلا دینے کا فیصلہ تو کر لیا تھا لیکن ابھی یہ طے نہ کر سکے تھے کہ اس پر عمل کس صورت سے کریں۔ آخر یہ طے کیا کہ ایک بہت بڑی آگ جلائیں، اتنی بڑی آگ کہ اس کی ایک چنگاری بھی تمام شہر کو پھونک دینے کے لیے کافی ہو۔ چنانچہ انھوں نے ہر طرف سے لکڑیاں فراہم کیں۔ اس کام میں ہر شخص نے اپنی ہمت اور حیثیت کے مطابق حصہ لینے میں کوئی کوتاہی نہ برتی۔ تاکہ وہ اس عمل سے اپنے معبودوں کا تقرب حاصل کر سکے۔ یہاں تک کہ عورتوں نے بھی اس کام میں اپنی طاقت سے زیادہ ہی ہاتھ بٹایا تاکہ وہ بھی معبودوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اپنے مردوں کے دوش بدوش حصہ لیں۔ چنانچہ ایک عرصہ دراز تک وہ لکڑیاں اکٹھی کرتے رہے۔ انھوں نے ایک پہاڑ کے برابر لکڑیوں کا بلند ڈھیر لگا دیا۔ اس کے بعد انھوں نے ایک اونچی اور وسیع جگہ آگ جلانے کے لیے منتخب کی اور وہاں آگ سلگا دی۔ تھوڑی دیر کے

Marfat.com

اندر اندر آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے اور کئی فرسخ دور سے آگ کے شعلے نظر آنے لگے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھوں کو باندھ کر بھڑکتی ہوئی آگ کے سپرد کر دیا گیا۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

جونہی حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا گیا۔ حضرت جبرئیلؑ آپ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ اگر کوئی بات بارگاہِ رب العزت میں کہنی ہو تو جلدی کہہ دیں۔ فوراً آپ کی حاجت اللہ کے حضور پہنچا دوں گا۔ آپ نے فرمایا میرا رب مجھے دیکھ رہا ہے اس لیے مجھے تجھ سے کچھ حاجت نہیں۔

جانتا ہے وہ میرا ربِ جلیل — آگ میں پڑتا ہے اب میرا خلیل

چونکہ حضرت ابراہیمؑ کے دل میں نور ایمان بھرا ہوا تھا، خدا کی ذات پر آپ کا مکمل بھروسہ تھا۔ آپ کا اللہ تعالیٰ سے مکمل تعلق خاطر تھا اور آپ کی تمام تر توقعات اسی سے وابستہ تھیں۔ اس لیے بغیر کسی خوف وہراس کے انتہائی دلی اطمینان کے ساتھ وحی الٰہی کی طراوت اور بہجت آپ پر طاری تھی لہذا آپ نے ہنسی خوشی اپنے آپ کو آگ کے سپرد کر دیا۔

حضرت ابراہیمؑ آگ کے طوفان میں ڈوب گئے۔ بھڑکتے ہوئے شعلے ہر طرف سے آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ اب دیکھیے آگ نے کیا کام کیا۔ سب سے پہلے تو آگ نے حضرت ابراہیمؑ کی ان رسیوں کو جن میں وہ جکڑے گئے تھے، چشم زدن میں جلا کر آپ کو آزاد کر دیا اور لوہے کی زنجیروں کو پگھلا کر نابود کر دیا۔ ادھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے آگ کی گرمی، سوزش کی خاصیت اور تپش و ایذا مفقود ہو گئی اور آگ آپ کے لیے آرام دہ اور خنک ہو گئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہے:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۝ — ہم نے حکم دیا اے آگ ابراہیمؑ پر سلامتی والی ٹھنڈی ہو جا۔ (پ ۱۷، انبیاء ۶۹)

Marfat.com

جب چند دنوں کے بعد شعلوں اور دھوئیں کا طوفان تھما تو قوم کے لوگوں نے عجیب و غریب منظر دیکھا کہ جتنے علاقہ میں آگ جل رہی تھی اس تمام علاقہ میں گلزار کھل گئے ہیں۔ حدِ نظر تک سبزہ زار لہلہا رہا ہے اور حضرت ابراہیمؑ نہایت آرام و آسائش سے اپنے کام میں مصروف ہیں۔ آپ نے پھر دعوت و تبلیغ شروع فرمادی جب حضرت ابراہیمؑ کا یہ عظیم الشان معجزہ ان لوگوں پر ظاہر ہوگیا تو وہ لوگ آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے اور الٹی سیدھی باتیں بنانے لگے۔ اگرچہ انھوں نے آگ کا سہارا لیا تھا لیکن ان کا مکر ان پر الٹا پڑ گیا اور وہ خود ذلت و خواری کا شکار ہوگئے ہے

یقین مثلِ خلیل آتش نشینی ؎ یقین اللہ مستی خود گزینی

بعض لوگ اس عظیم الشان معجزہ کو دیکھ کر قریب تھا کہ ایمان لے آئیں اور آپ کی رسالت و نبوت کو تسلیم کرلیں کیونکہ اب ان کی مزید تشفی اور تسلی کی ضرورت نہ رہی تھی۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ ایمان لے آئیں لیکن ان میں سے کچھ اہلِ غرض اور وجاہت پرست دنیوی لذتوں اور مادی نعمتوں کی ہوس میں حق کو باطل پر ترجیح نہ دے سکے اور کچھ لوگ ان صاحبِ اقتدار لوگوں سے ڈر کر ایمان لانے سے قاصر رہے۔ البتہ معدودے چند افراد آپ پر ایمان لے آئے تھے اور وہ بھی ظالموں کے خوف سے اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کر پاتے تھے اس لیے ایسے لوگوں نے بھی اپنے ایمان کو قوم سے چھپائے رکھا۔

بابل سے ہجرت

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام قوم کی ایذارسانیوں سے تنگ آگئے تو آپ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ — اور فرمایا کہ میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اور وہ مجھے راہ دے گا۔ (الصّٰفّٰت: ۷)

چنانچہ آپ نے اپنی زوجہ حضرت سارہؓ کو ساتھ لیا اور فلسطین کا رخ کیا۔ اور اثنائے سفر میں کچھ عرصہ مقام حرّان میں قیام فرمایا پھر وہاں سے مصر تشریف لے گئے

Marfat.com

ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھیں۔ اس زمانہ میں عرب عمالیق کے بادشاہوں میں سے ایک کی حکومت تھی۔ ان بادشاہوں کی مصر میں ایک عرصہ تک حکومت رہی ہے۔

آپ کی بیوی حضرت سارہؓ بے پناہ حسین و جمیل تھیں۔ بد خواہوں میں سے کسی نے آپ کے لاجواب حسن و جمال کا حال بادشاہ کو بتا دیا اور بادشاہ نادیدہ ہی آپ پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ کو حاضر کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ حضرت ابراہیمؑ تشریف لائیں گے تو سارہ بھی آپؑ کے ساتھ ہوں گی۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کے مقصد کو تاڑ لیا۔ آپ کو اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا وہ حقیقتِ حال سے واقف ہو کر آپ کو کہیں قتل نہ کرا دے۔ اس لیے اس کے دریافت کرنے پر آپ نے مناسب جواب سے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ بادشاہ نے سمجھا کہ حضرت سارہ شادی شدہ نہیں ہیں۔ اس لیے حکم دے دیا کہ سارہ کو شاہی محل میں بھیج دیں۔ حضرت ابراہیمؑ سارہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ تم بھی میری باتوں کی تائید و تصدیق کرنا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت سارہ کو اللہ کی امان و نگہداشت میں دے کر بادشاہ کے حکم کی تعمیل کی۔ اور سارہ محل میں داخل ہو گئیں۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اپنی قیام گاہ پر آ گئے اور بارگاہِ ربُ العزّت میں التجا کرنے لگے یا الٰہی! میری عزت کو اپنی پناہ میں رکھتے ہوئے محفوظ رکھ۔

حضرت سارہ کو خدام شاہی محل میں لے گئے۔ آپ کو شاہانہ لباس پہنایا گیا اور ہیرے جواہرات کے زیور سے آراستہ کیا گیا۔ حضرت سارہ نے ان شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ کی طرف کچھ بھی توجہ نہ کی۔ آپ اپنے پیارے شوہر حضرت ابراہیمؑ کی محبت و وفا کے خیالات میں گم رہیں، عفت و مذہب کی محبت آپ کے نہاں خانۂ دل میں سمائی ہوئی تھی۔

جب بادشاہ آپ کی طرف آیا تو اس نے دیکھا کہ حضرت سارہ پر حزن و ملال کی کیفیت طاری ہے اور اپنے ساتھی کی جدائی کے خیال سے سخت پریشان ہیں۔ اس نے کوشش کی کہ سارہ کے غم و خوف کو دور کر دے لیکن اچانک بادشاہ پر بے چینی

Marfat.com

اور دہشت چھاگئی، وہ گھبرا کر واپس لوٹا، پھر کچھ توقف کے بعد سارہ کی طرف بڑھا مگر جیسے ہی قریب پہنچا، دہشت اور گھبراہٹ سے کانپ اٹھا اور مجبوراً اپنے بستر پر جا کر سو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے خواب میں حقیقتِ حال سے واقف کر دیا اور وہ جان گیا کہ سارہ شوہر والی ہیں اس لیے ان سے تعرض کرنا ٹھیک نہیں بلکہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے اور بد نیتی سے ان کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہیئے۔ جب بادشاہ کی آنکھ کھلی تو اس نے اسی میں بہتری اور خیر دیکھی کہ ان کو آزاد کر دے لہٰذا حضرت ابراہیمؑ کو بلوا کر معذرت کی اور اپنے رویہ کی معافی چاہی اور سارہ کو آپ کے سپرد کر دیا۔

غور کی بات یہ ہے کہ ایک شخص سختی و پریشانی کے عالم میں ایک غیر شہر میں روزی کی تلاش میں آتا ہے جہاں کوئی اس کو جانتا ہے نہ پہچانتا ہے ایسی حالت میں اس کی بیوی بھی اس سے چھین لی جاتی ہے۔ میاں بیوی جدا ہو جاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر پریشانی اور کیا ہو سکتی ہے لیکن جس قدرت والے پروردگار نے ابراہیمؑ کو آگ کے بھڑکتے ہوئے قیامت خیز شعلوں کی تپش اور گرمی سے بچایا تھا اسی خدائے حافظ و ناصر نے آپ کے ناموس کی بھی حفاظت فرمائی۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابراہیمؑ ایک مدتِ مدید تک مصر میں تشریف فرما رہے چونکہ آپ انتہائی حلیم الطبع، ملنسار، صاحبِ عزم وہمت اور صابر و قانع تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دولتِ دنیا سے بے اندازہ نوازا۔ آپ کی دولت مندی اور خوبیوں کی دور دور تک شہرت ہو گئی لیکن قوم آپ کے اس مرتبہ اور شان و شوکت کو دیکھ کر حسد کرنے لگی اور آپ کی دولت مندی اور ثروت کو دیکھ کر جلنے لگی۔ انتہا یہ کہ شدتِ حسد و کینہ سے درپے آزار ہو گئی۔

جب حضرت ابراہیمؑ نے اس قوم کی بیوفائی، سنگدلی اور ظلم و زیادتی کو ملاحظہ فرمایا تو ناچار مصر سے بھی ہجرت کا ارادہ فرمایا اور دوبارہ فلسطین کی مبارک سرزمین کا رخ کیا اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔

Marfat.com

ولادت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت سارہؓ شاہِ مصر سے حضرت ہاجرہؓ کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئیں۔ سیدہ سارہؓ کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ خود کو بانجھ خیال کرتی تھیں۔ حضرت سیدہ سارہؓ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حضرت ہاجرہؓ سے نکاح فرمالیں تاکہ ان کے بطن اطہر ہی سے کوئی اولاد ہو جائے چنانچہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ ہاجرہؓ سے نکاح فرمالیا اور پھر بارگاہِ خداوندی میں دعا کی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اے رب! مجھے ایسا بچہ عطا فرما جو نیکوں میں سے ہو۔

آپ کی دعا کو بارگاہِ خداوندی میں شرفِ قبولیت حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے انھیں بیٹے کی بشارت دی اور فرمایا:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ (پ ۲۳ ع) ہم نے ان کو حلیم مزاج لڑکے کی خوشخبری دی۔

چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے سیدہ ہاجرہؓ کے بطن سے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جب حضرت ہاجرہؓ کے ہاں فرزند پیدا ہوا تو سیدہ سارہؓ کو رشک ہوا اور آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس بچے اور اس کی والدہ کو کہیں دور جنگل میں چھوڑ آئیں۔ آپ بہت متفکر ہوئے تو بارگاہِ خداوندی سے حکم ہوا کہ جو سیدہ سارہؓ کہتی ہیں وہ ہی کر لو۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام حکمِ الٰہی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے تیار ہو گئے۔

حضرت ہاجرہؓ اور اسمٰعیلؑ مکہ میں

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سارہ کی خواہش کو قبول فرمالیا اور حضرت اسمٰعیلؑ و حضرت ہاجرہؓ کو اپنے ساتھ لے کر شہر سے باہر نکل گئے۔ شاعرِ اسلام جناب حفیظ جالندھری ان چند نفوسِ قدسیہ کی عظمت کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

Marfat.com

خدا کا قافلہ جو مشتمل تھا تین جانوں پر
معزز جس کو ہونا تھا زمین و آسمانوں پر

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اپنے ننھے سے بچے اور اس کی والدہ کو ساتھ لیے جا رہے تھے۔ چلتے چلتے شہر سے باہر بہت دور نکل گئے۔ جنگل آگیا۔ پھر اس جنگل سے بھی آگے نکل گئے، کبھی ہموار زمین آجاتی تھی اور کبھی پہاڑیاں آجاتیں۔ آخر ایک چٹیل میدان آگیا۔ یہ لق و دق صحرا تھا، یہاں نہ کوئی پھول تھا نہ پھل تھا، نہ درخت تھا نہ سبزہ تھا، نہ کوئی مکان تھا نہ سایہ، نہ کوئی جانور تھا نہ انسان، صرف چاروں طرف ریت کے ٹیلے ہی ٹیلے تھے۔ انھی ٹیلوں کے پاس دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں۔ جنھیں آج ہم صفا و مروہ کہتے ہیں۔ شاعر اسلام نے اس صحرا کا نقشہ یوں کھینچا ہے ؎

وہ صحرا جس کا سینہ آتشیں کرتوں کی بستی تھی
وہ مٹی جو سدا پانی کی صورت کو ترستی تھی
وہ صحرا جس کی وسعت دیکھنے سے ہول آتا تھا
وہ نقشہ جس کی صورت سے فلک بھی کانپ جاتا تھا
یہ وادی جس میں سبزہ تھا نہ پانی تھا نہ سایہ تھا
اسے آباد کرنے کے لیے ابراہیمؑ آیا تھا

جہاں اب کعبہ شریف ہے اس جگہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ محترمہ کو چھوڑ دیا۔ اس بے آب و گیاہ ریگستان میں جہاں دور دور کئی میل تک بھی سبزی اور پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ان تھکے ماندے ماں بیٹے کو بحالتِ زار و مسکینی، مختصر سے سرمائے اور تھوڑے سے کھانے پانی کے ایک برتن کے ساتھ چھوڑ کر انتہائی حزن و ملال اور آزردہ دلی کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ واپس لوٹ آئے۔

جس وقت اس غیر آباد اور ہولناک تپتے ہوئے ریگستان میں اسمٰعیلؑ اور

Marfat.com

ہاجرہ رضؓ کو بادلِ ناخواستہ تنہا چھوڑ کر چلنے کے لیے مڑے اور اپنے گھوڑے کی باگ تھام لی تو اس وقت حضرت ہاجرہ رضؓ نے انتہائی یاس و حسرت سے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ! آپ کہاں تشریف لے جارہے ہیں اور ہم کو اس خوفناک بیابان میں کس کے حوالے کرکے جارہے ہیں؟ حضرت ہاجرہ رضؓ نے سوچا تھا کہ شاید اس حوالہ سے ہی حضرت ابراہیمؑ کا دل پسیج جائے اور بیٹے کی محبت عود کر آئے اس لیے نہایت حسرتناک انداز سے کہا کہ مجھے اور اس بے گناہ بچے کو اس وحشت ناک بیابان میں کس پر چھوڑے جارہے ہو؟ کون ہمیں یہاں کی جان لیوا بھوک، پیاس سے بچائے گا۔ بھیڑیوں اور درندوں سے کون ہماری حفاظت کرے گا؟ ہم کس طرح اس تپتی ہوئی ریت اور جھلسا دینے والی دھوپ کی تپش سے محفوظ رہیں گے، اور کیسے ان مصائب کا تنہا بے یار و مددگار مقابلہ کریں گے؟ یہ کہہ کر آپ زار و قطار رونے اور گڑگڑانے لگیں۔ وہ خیال کر رہی تھیں کہ شاید ابراہیم کو ہماری اس بے کسی و بے بسی پر رحم آجائے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔

حضرت ابراہیمؑ پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آپ نے نہایت اطمینان سے ارشاد فرمایا، ہاجرہ رضؓ! اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ حضرت ہاجرہ رضؓ نے جو یہ سنا کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو فوراً سنبھل گئیں۔ آنسو پونچھ لیے اور اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم و رضا خم کر دیا اور کہا اگر یہ کام آپ خدا کے فرمان کے مطابق اور وحی الٰہی سے کر رہے ہیں تو ہرگز مجھے تابِ انکار و مجالِ دم زدن نہیں۔ مجھے اس کے بے پناہ لطف و کرم پر مکمل بھروسہ ہے۔ وہ ہمیں ہرگز اس کس مپرسی و بے کسی میں تنہا نہیں چھوڑے گا اور ہمیں اپنی عاطفت کی پناہ میں لے لے گا۔

آخرکار حضرت ابراہیمؑ وہاں سے لوٹے۔ ایک طرف تو فطری محبت اور اندیشوں کی وجہ سے آپ کے قدم نہیں اٹھتے تھے اور سست رفتاری سے تشریف لے جا رہے تھے اور دوسری طرف خدا پر بھروسہ کی قوت آپ کو آگے لیے جا رہی تھی۔

اس وقت حضرت ابراہیم کے دل پر جو کچھ گزری ہوگی۔ دنیا کا کوئی فردِ بشر اس کا

Marfat.com

اندازہ نہیں کر سکتا۔ تمام عمر کی تمناؤں اور آرزوؤں کے بعد آخری عمر میں جب زندگی کا سہارا ملا اور فرزندِ ارجمند کے دیدار سے آنکھیں روشن ہوئیں تو بحکمِ خدا اس جدائی اور امتحان میں مبتلا ہو گئے اور اپنے اس لختِ جگر کو جو بڑھاپے کا سہارا بننے والا تھا اس طرح بے آب و گیاہ سنسان بیابان میں تنہا اور بے سر و سامان چھوڑنے پہ مجبور ہو گئے۔

اس حیرانی و پریشانی کی کشمکش میں محبتِ پدری سے مجبور ہو کر آپ نے اپنے بچے کے لیے دعا فرمائی اور وطن واپس ہو گئے۔ دعا یہ ہے:

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ

اے ساری کائنات کے پالنے والے۔ میں نے اپنے اہل و عیال کو یہاں سکونت پذیر کر دیا ہے تیرے عزت والے گھر کے پاس، جہاں کھیتی نہیں ہے اے پروردگار انھیں نمازی بنا۔ پھر لوگوں کے دل ان کی جانب پھیر دے اور انھیں پھلوں کا رزق عطا فرما کہ یہ تیرے شکر گزار ہوں (پ ۱۳، ع ۲۸)

چشمۂ زمزم: حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے مشیتِ الٰہی کے آگے سر جھکا دیا اور اس کے رحم و کرم کی امید پر صبر و رضا سے کام لیا اور جو کچھ تھوڑا بہت کھانے پینے کا سامان تھا اس پر بسر کرتی رہیں مگر چند روز کے بعد سارا سامان خورد و نوش ختم ہو گیا اور آپ بھوکی پیاسی رہ گئیں، تشنگی اور فاقوں کی وجہ سے آپ کی چھاتیوں کا دودھ بھی خشک ہو گیا۔ اب نہ تو آپ کے پاس کھانے کو کچھ تھا جس کے سہارے ہاتھ پاؤں میں قوت آتی ہے، نہ ہی پینے کے لیے پانی کا گھونٹ تھا جس سے گرمی و تشنگی کو دور کیا جا سکتا۔ شیر خوار بچے کے حلق میں بھی ٹپکانے کے لیے پانی کی ایک بوند نہ تھی۔ دودھ خشک ہو جانے کی وجہ سے بچے کا بھوک اور پیاس سے برا حال ہو رہا تھا شدتِ پیاس سے۔ بچہ رونے چلانے لگا۔ ماں

Marfat.com

کی ماممتا نہ بچے کی اس بے قراری اور تکلیف کو دیکھ کر بے چین ہو گئی۔

جب بچے کی حالت بہت خراب ہونے لگی تو آپ نے بچے کو وہیں چھوڑا اور دیوانوں کی طرح ادھر ادھر پانی کے لیے بھاگنے لگیں لیکن بچے کے رونے کی آواز چونکہ کانوں میں پہنچ رہی تھی جو آپ کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اس لیے آپ زیادہ دور بھی نہیں جا سکتی تھیں۔ تھوڑی دور دوڑ کر جاتیں، اور فوراً دوڑ کر بچے کو دیکھنے کے لیے لوٹ آتیں۔ بچے کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔

دوڑتے دوڑتے آپ کوہِ صفا تک پہنچ گئیں وہاں بھی کچھ نہ پایا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی۔ مقام مروہ پر سراب دیکھ کر پانی کا شبہ ہوا تو آپ لپک کر مروہ پہنچیں۔ یہاں بھی کچھ نہ پایا۔ پھر بے چینی میں صفا کی طرف دوڑیں اور پھر مروہ کی طرف واپس آئیں۔ اسی طرح آپ نے سات چکر لگائے۔ پانی کہیں سے بھی نہ ملا تو واپس بچے کے پاس آ گئیں۔ آپ کا صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا اسلام کی شریعت میں حج کا ایک رکن بن گیا اور اس طرح حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی اس سعی و جدوجہد کی ایک یادگار قائم ہو گئی ؎

رگڑتے ایڑیاں دیکھا زمیں پر اپنے بچے کو
پکارا ہاجرہ نے کانپ کر اللہ سبحے کو

پھر اللہ رب العزت کا دریائے رحمت جوش میں آیا تو کیا دیکھتی ہیں کہ ؎

جہاں پہ ایڑیاں بچے نے رگڑی تھیں بالا جاری
ہوا تھا چشمہ آبِ سرد و شیریں کا وہاں جاری

روتے روتے سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے جو اپنی ایڑیاں زمین پر رگڑیں تو وہاں سے چشمہ پانی جاری ہو گیا۔ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے جو یہ منظر دیکھا تو خوش ہو گئیں اور اس کے گرد مٹی جمع کر دی اور فرمایا:

زَمْ زَمْ یَا مَاءُ — اے پانی! ٹھہر ٹھہر

Marfat.com

صاحب تفسیر مظہری بروایت حضرت ابن عباس رضؓ نقل فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ پر اللہ تعالیٰ رحمت فرمائے اگر وہ پانی کو زمزم نہ فرماتیں تو وہ چشمہ ساری زمین پر پھیل جاتا۔

سامعین کرام! سیدہ ہاجرہؓ نے پانی کو زم زم کہا تو پانی ٹھہر گیا اور آپ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کو اتنے پسند آئے کہ آج تک لوگ اس پانی کو آبِ زمزم کہتے ہیں۔

قبیلہ بنی جرہم

چشمہ زمزم سے سیدہ ہاجرہؓ اپنی ضروریات پوری کرنے لگیں اس طرح وہاں حضرت اسمٰعیل پرورش پاتے لگے۔ حُسنِ اتفاق سے ایک روز قبیلہ بنی جرہم ادھر سے گزرا۔ ان کے ساتھ ان کے مویشی بھی تھے انھوں نے جب ایک عورت کو پانی کے کنارے بیٹھے دیکھا تو بہت حیرت زدہ ہوئے کیونکہ کچھ عرصہ قبل جب یہی قافلہ اس مقام سے گزرا تھا تو یہاں پر کوئی چشمہ وغیرہ نہیں تھا۔ بہر کیف ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا چشمہ دیکھ کر وہ انتہائی متعجب ہوئے۔ قافلے کا سردار حضرت بی بی ہاجرہؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ اے خاتون! تم کون ہو اور یہاں کس لیے بیٹھی ہو؟

ندا آئی کہ اے جرہم کے بچو! یاد بہ گردو!

ادب کی جا ہے اے بوڑھو، جوانو، عورتو، مردو

یہ عورت اور اس کی گود میں بچہ جو لیٹا ہے

یہ پیغمبر کی بیوی ہے یہ پیغمبر کا بیٹا ہے

حضرت بی بی ہاجرہؓ اور ننھے اسمٰعیلؑ پر جو کچھ گزری تھی انھوں نے قافلے والوں کو ساری تفصیلات بتا دیں۔ سارا ماجرا سننے کے بعد ان لوگوں نے بی بی ہاجرہؓ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم لوگ تمھارے پاس ہی بود و باش اختیار کریں۔ اس کے عوض ہم تمھیں ہر سال عُشر دیا کریں گے تاکہ ہم پر یہ پانی حلال ہو۔ حضرت بی بی ہاجرہؓ نے انھیں بخوشی اس کی اجازت دے دی۔ تب ان لوگوں نے یہاں پر اپنے

Marfat.com

خیمے نصب کر لیے اور اونٹوں، بکریوں کو چراگاہ میں چھوڑ دیا۔ کافی عرصہ تک یہ لوگ یہاں پر آباد رہے۔ اسی دوران حضرت اسمٰعیلؑ بڑے ہو گئے۔ یہ وہ آبادی ہے، جو بعد میں مکہ شہر کے نام سے مشہور ہوئی۔

تاریخ کی بے مثل قربانی

خدا کی بے نیازی کے قربان جائیے، اپنے بندگانِ خاص کے کیسے کیسے امتحان لیتا ہے۔ امتحان پر امتحان اور ابتلا پر ابتلا، اور بڑھاپے کا عالم، ایک عمر تک آپ زمانے کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ سینکڑوں حادثوں اور آفتوں کا صبر و سکون سے مقابلہ کیا اور ایک مدت مدید تک فرزند کی آرزوؤں میں گزار دی۔ مرورِ ایام نے آپ کے سیدھے سرو قد کو کمان کی طرح جھکا دیا۔ جب بڑھاپے کی حد کو پہنچ گئے تو یگانہ روزگار فرزند جلیل قدرت نے عطا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اپنے آپ سے ان ماں بیٹے کو جدا کر کے بے آب و گیاہ سرزمین میں یکہ و تنہا بے یار و مددگار خدا کے بھروسہ پر چھوڑ دو۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے ان تمام سختیوں، اور تنگیوں کو دور کر کے اس طرح کفالت فرماتا ہے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ لیکن اس عطائے ربانی اور لطفِ رحمانی کے آرام و آسائش سے پوری طرح بہرہ اندوز بھی نہ ہونے پائے تھے کہ اچانک حکم ربانی ہوتا ہے کہ اپنے فرزندِ عزیز کو ذبح کر دو۔

یہ ایک ایسی زبردست آزمائش تھی کہ سنگ خارا بھی پاش پاش ہو جائے لیکن ہمیشہ بڑے بڑے خطرات، عظیم شخصیتوں ہی کے لیے وقف ہوتے ہیں۔ اس لیے حضرت ابراہیمؑ کی مصیبت، ابتلا اور آزمائش بھی اسی درجہ کی ہوئی۔ آپ کا ایمان و یقین خدا تعالیٰ کی ذات اقدس پر تھا۔ ابوالانبیاء ہونے کی حیثیت سے آپ کی جس قدر عظمت و منزلت تھی اتنی ہی بڑی آزمائش اور مصیبت آپ کو جھیلنی پڑی۔

Marfat.com

ایک شب حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا غیب کی طرف سے انھیں اشارہ ہوا کہ اے ابراہیم! اٹھ اور قربانی کر۔ تب حضرت ابراہیمؑ نے فجر کو اٹھ کر دوسو اونٹ خدا کی راہ میں قربان کر دیے۔ اسی طرح وہ مسلسل تین دن خواب دیکھتے رہے اور ہر صبح اٹھ کر دو دو سو اونٹوں کو قربان کرتے رہے۔ پھر چوتھی شب کو غیب سے اشارہ ہوا کہ اے ابراہیم! اپنی عزیز ترین ہستی یعنی اپنے بیٹے اسمٰعیلؑ کو اللہ کی راہ میں قربان کر۔

اسی روز صبح بیدار ہوتے ہی آپ نے سب سے پہلے اپنا خواب حضرت سارہ خاتونؓ کو سنایا کیونکہ اس وقت وہی ان کے قریب تھیں۔ ویسے بھی ہر معاملہ میں سارہ خاتونؓ سے مشورہ کر لیا کرتے تھے۔ آپ نے کہا سارہ خاتونؓ! مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنے فرزند کو خدا کی راہ میں قربان کر دوں اور میں حکم خداوندی کو بجالانے کے لیے پوری طرح تیار ہوں۔ تم کہو تمھارا کیا ارادہ ہے؟

حضرت سارہ خاتون نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی یہی رضا ہے تو میں بھی اس کی رضا کے سامنے اپنا سر جھکاتی ہوں مگر اس کے لیے آپ کو بی بی ہاجرہؓ سے ضرور مشورہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ اسماعیلؑ کی ماں ہے۔

باپ اور بیٹے کی گفتگو

آپ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو پورا کرنے کا ارادہ فرمالیا۔ سفر کی تیاری فرماکر اپنے فرزند دلبند کے پاس تشریف لائے اور اس خبر وحشت اثر کو بیٹے کے سامنے دہرایا کہ اے میرے عزیز از جان فرزند! میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میں تیرا سر کاٹ رہا ہوں یعنی تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ تیری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمانِ الٰہی کو پورا کرنے کا ارادہ فرمالیا اور نفسیاتی طور پر بیٹے کو راضی کرنا چاہا تاکہ بطیب خاطر حکم الٰہی کی بجاآوری پر حضرت اسمٰعیلؑ آمادہ ہو جائیں اور یہ امر جبر و قہر پر محمول نہ ہو۔ اور بیٹے کو یہ خیال نہ گزرے کہ باپ نے ظلم سے انھیں زبردستی مجبور کیا ہے۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے جب یہ بات سنی تو حکم الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور فرمایا

Marfat.com

ابا جان! جس فرض کو پورا کرنے کے لیے آپ مامور فرمائے گئے ہیں اس کو بخوشی پورا فرمائیے۔ انشاء اللہ آپ مجھے خدا کا حکم بجا لاتے میں صابر و شاکر پائیں گے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ز سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا، تو ابراہیمؑ نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں تم سوچو تمہارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا ابا جان! جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجیئے۔ خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے (پ ۲۳۔ صافات ۱۰۲)

اس کے بعد آپ حضرت اسمٰعیل کی والدہ بی بی ہاجرہؓ کے پاس پہنچے۔ اس وقت اسمٰعیلؑ کی عمر بمشکل نو برس تھی۔ آپ نے بی بی سے کسی مصلحت کی خاطر اپنے خواب کا ذکر تو نہ کیا البتہ ان سے یہی کہا کہ اسمٰعیلؑ کے سر پہ کنگھی کرو۔ اس کے بال مشک و عنبر سے خوشبودار کرو۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالو اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر اسے میرے ہمراہ کر دو۔ میں اپنے بیٹے کو اپنے ہمراہ دعوت الی اللہ میں لے جاؤں گا۔ آپ کا حکم سن کر حضرت بی بی ہاجرہؓ نے کوئی سوال نہیں کیا۔ انھوں نے بیٹے کو نہلا کر اچھی پوشاک پہنائی اور کہا بیٹے! تم آج اپنے والد کے ساتھ دعوت پر جاؤ گے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ایک چھری اور ایک رسی ساتھ لی اور اپنے بیٹے کو لے کر جنگل کی طرف چل دیے۔

شیطان کی فریب کاری

دونوں باپ بیٹا میٹھی میٹھی باتیں کرتے جا رہے تھے۔ جب شیطان لعین نے یہ منظر دیکھا کہ حضرت خلیل اللہ علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنے بچے کو ذبح کرنے جا رہے ہیں تو وہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا اے اسمٰعیلؑ! کیا تمھیں معلوم ہے کہ آج تیرا باپ تجھے ذبح کرنے کے لیے لے جا رہا ہے؟ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو ذبح

Marfat.com

کرتا ہے؟ اس پر شیطان لعین نے کہا کہ وہ تمھیں ضرور ذبح کر دیں گے اس لیے کہ انھیں خداوند قدوس کا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے والد گرامی مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ذبح کرنے لیے جا رہے ہیں تو پھر مجھے روکنے والا تو ضرور شیطان ہے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر شیطان کا داؤ نہ چل سکا تو وہ سیدہ ہاجرہ رضؓ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ہاجرہ! کیا تمھیں معلوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بچے کو لے کر کہاں گئے ہیں؟ سیدہ ہاجرہ رضؓ نے فرمایا کہ وہ اپنے بیٹے کو کسی دعوت پر لے گئے ہیں۔ شیطان لعین نے کہا وہ تو اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لے گئے ہیں۔ سیدہ ہاجرہ رضؓ نے فرمایا، کیا کبھی کسی باپ نے اپنے بیٹے کو بھی ذبح کیا ہے؟ تو شیطان لعین کہنے لگا باپ بیٹے کو ذبح تو نہیں کرتا۔ مگر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ ایسا کر دیں گے۔ حضرت ہاجرہ رضؓ نے فرمایا کہ اگر اللہ کریم کا یہی حکم ہے تو اسے پورا کرنے میں ہی بہتری ہے۔ اگر رب تعالیٰ کی یہی مرضی ہے تو پھر یہ ایک اسمٰعیل ہی کیا، لاکھوں ان جیسے اسمٰعیلؑ قربان کر دیتی۔

شیطان لعین کا خیال تھا کہ سیدہ ہاجرہ رضؓ میری بات سن کر ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے دوڑ پڑیں گی مگر ان کی استقامت دیکھ کر شیطان لعین کو خود وہاں سے بھاگنا پڑا۔

چنانچہ پھر یہ لعین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اے ابراہیم! خواب تو جھوٹے بھی ہوتے ہیں محض ایک خواب دیکھ کر اپنے بچے کو ذبح کر دینا مناسب نہیں۔ شیطان نے جونہی یہ باتیں کہیں تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں اور شیطان پر ماریں۔ چنانچہ شیطان نے تین مرتبہ آپ کو سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح نہ کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے تین مرتبہ اس پر کنکریاں ماریں اور اسے فرار ہونا پڑا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت

Marfat.com

تک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کو حاجیوں پر واجب کر دیا۔ حکومتِ سعودیہ نے ان تینوں مقامات پر اینٹوں کے نشانات بنا دیے ہیں جہاں جہاں شیطان نے ابراہیم علیہ السلام کو روکنے کی کوشش کی تھی۔ حاجی صاحبان ان تینوں جمروں کو کنکریاں مارتے ہیں۔ ہمارے پاکستانی حجاج کا تو اس مقام پر اشتعال قابلِ دید ہوتا ہے کہ حکم تو سات کنکریاں مارنے کا ہے مگر یہ لوگ بڑے پتھر اور روڑے اور جوتے جو بھی ہاتھ آئے دے مارتے ہیں۔

شیطان لعین کی فریب کاری نہ تو حضرت ہاجرہ رض پر چل سکی نہ ہی سیدنا اسمٰعیل ع کو راہِ حق میں قربان ہونے سے روک سکی اور نہ ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ارادہ کو بدل سکی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے بچے کو قربان گاہ تک لیے جا رہے ہیں۔ راستے میں بیٹے نے اپنے باپ سے ہرگز یہ سوال نہیں کیا کہ ابا جان آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟ جس طرف باپ چلتا رہا۔ بیٹا بھی اسی طرف چلتا رہا۔ بیٹا باپ کے نقشِ قدم پر ساتھ ساتھ چلا آ رہا ہے ؎

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل ع کو آدابِ فرزندی

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو لے کر ایک جنگل میں پہنچے تو آپ نے بیٹے کو پاس بٹھایا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کر دیا۔ قرآن کریم میں ارشادِ ربانی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس صحرا میں بیٹے سے فرمایا:

يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۭ — اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں۔ اب بتا تیری رضا کیا ہے۔

(پ ۲۳ ع ۷)

یہ سن کر سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا:

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ — اے ابا جان! آپ کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے

Marfat.com

سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ○ وہ کر لیجیے ۔ انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے ۔ (پ ۲۳ ، ع ۷)

حضرت اسمٰعیلؑ چونکہ اپنے باپ کی شفقت و محبت کو جانتے تھے اس لیے آپ کو خیال پیدا ہوا کہ کہیں شفقتِ پدری آپ کو متزلزل نہ کر دے اس لیے آپ نے فرمایا ابا جان ! مجھے پہلے رسی سے اچھی طرح جکڑ دیجیے تاکہ فرمانِ خدا کو پورا کرتے وقت میں تڑپنے نہ لگوں اور کہیں میرا اجر گھٹ نہ جائے ۔ میرے کپڑے اتار دیجیے تاکہ وہ میرے خون میں آلودہ نہ ہوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ جب میری والدہ ماجدہ دیکھیں گی تو وہ رنج والم کی شدت سے صبر و ضبط کو ہاتھ سے دے بیٹھیں گی اور یہ امر بھی میرے اجر کو گھٹا دے گا ۔ ابا جان ! چھری کو خوب تیز کر لیجیے ۔ اور سرعت سے میرے گلے پر پھیر دیجیے تاکہ اس کی برداشت مجھ پہ آسان ہو جائے کیونکہ موت سخت اور دردناک ہوتی ہے ۔

بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ میرا سلام میری ماں کو ضرور پہنچا دیجیے ۔ اور اگر خلافِ مصلحت نہ ہو تو میرے کپڑے میری ماں کو دے دیجیے ۔ میرے کپڑے ان کی تسکین اور دل کی تسلی کا سبب ہوں گے ۔ اپنے فرزند کی خوشبو کو وہ کپڑوں سے سونگھ لیا کریں گی اور جب میری یاد ستائے گی تو وہ میرے کپڑوں کو اپنے کلیجہ سے لگا لیا کریں گی اس سے ان کے دل کی آگ میں ٹھنڈک پیدا ہو جایا کرے گی ۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بیٹے ! اللہ کا حکم بجا لانے میں تو میرا بڑا اچھا مددگار ثابت ہوا ہے ۔

اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے بے اختیار بیٹے کو گلے لگا لیا ان کے مبارک گلے کو بوسے دیے اور دونوں رونے لگے ۔ بعد ازاں حضرت اسمٰعیلؑ کو خاک پر لٹا دیا ۔

پچھاڑا اور گھٹنا سینۂ معصوم پر رکھا　　چھری پتھر پہ رگڑی ہاتھ کو حلقوم پر رکھا
زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بیچارہ　　نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا حیرت کا یہ نظارہ

Marfat.com

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ۔ جب دونوں باپ بیٹے نے اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی گردن جھکادی اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا۔ (پ ۲۳ ع ۷)

حضرت ابراہیمؑ نے چھری ہاتھ میں لی۔ آپ کبھی چھری کی دھار کو دیکھتے اور کبھی نوجوان بیٹے کے نازک گلے کو دیکھتے۔ محبت و پیار سے دل امڈ آیا اور آنسو رواں ہوگئے۔ دل سے دھواں سا اٹھنے لگا۔ آخر آپ نے حضرت اسماعیلؑ کے پیارے گلے پر چھری رکھ دی اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر زور سے گردن پر چھری چلادی۔ لیکن چھری اس عظیم پیغمبر کا گلا نہ کاٹ سکی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے چھری کی تیزی ختم ہو چکی تھی اور چھری بیکار ہو چکی تھی۔ حضرت اسماعیلؑ نے فرمایا اباجان! آپ میرے منہ کو اوندھا کر لیجئے کیونکہ جب میرے چہرے پر آپ کی نظر پڑتی ہے تو محبت و شفقت جوش مارتی ہے جس سے خدا کے حکم کی بجا آوری میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے کے منہ کو اوندھا کر دیا اور دوبارہ چھری نہایت تیزی سے گلے پر پھیر دی۔ لیکن یہ دیکھ کر آپ حیران رہ گئے کہ کاٹنا تو درکنار اسمٰعیلؑ کے گلے پر چھری نشان تک نہ ڈال سکی۔ اب آپ کے لیے اور بھی دشواری پیدا ہوگئی۔ آپ گھبرا رہے تھے کہ اللہ کا حکم پورا کرنے میں دیر ہو رہی ہے آپ نے اللہ کی مدد چاہی کہ بار خدایا تو میرے کام کو آسان فرما تاکہ تیرا حکم پورا کرنے میں رکاوٹ نہ ہو۔

خالقِ دوجہاں نے اپنے پیارے خلیل کے ارادے کو پالیا اور فرمایا، اے جبریلؑ! آج میرے خلیل کے جلال کو دیکھو کہ وہ آج قربانی کیے بغیر واپس لوٹنا نہیں چاہتا۔ جاؤ جنت سے ایک دنبہ لے جاؤ اور میرے اسمٰعیلؑ کو ہٹا کر اس کی جگہ چھری کے نیچے دنبہ رکھ دو۔ چنانچہ جبریلؑ اللہ کے حکم سے جنت سے دنبہ لے گئے اور اسماعیلؑ کو پیچھے ہٹا کر چھری کے نیچے دنبہ رکھ دیا اور چھری سے دنبہ ذبح ہوگیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے آنکھوں سے پٹی اتاری تو کیا دیکھتے ہیں کہ دنبہ

Marfat.com

ذبح ہوا پڑا ہے اور اسمٰعیلؑ سامنے کھڑے مسکرا رہے ہیں ادھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس سے آواز آئی جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے :

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓـؤُا الْمُبِيْنُ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ۞

اور ہم نے پکارا اے ابراہیم! بیشک تو نے خواب سچا کر دکھایا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں ۔ حقیقت میں یہ امتحان بھی بڑا تھا ۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض دے دیا اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں یہ بات ان کے لیے رہنے دی ۔ (پ ۲۳ ع ۷)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو پکار کر فرمایا اے میرے پیارے خلیل! تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ۔ یہ کوئی معمولی امتحان نہ تھا ۔ ہم نے تمھاری قربانی قبول فرمائی اور تمھارے بیٹے کو بچا لیا اور اس کے فدیہ میں جنت سے دنبہ بھیج دیا ۔

اللہ تعالیٰ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ قیامت تک حضور سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبِ استطاعت امتیوں پر یہ واجب ہو گیا کہ وہ عید الضحیٰ کے موقع پر جانور ذبح کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی یاد تازہ کریں ۔

Marfat.com

فضائلِ قربانی

قربانی کی فضیلت

دین اسلام میں قربانی کی بے پناہ فضیلت ہے کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو بارگاہ رب العزت میں بہت مقبولیت کا حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت میں قربانی کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ کیونکہ اسلامی معاشرے میں تعمیری طور پر اس کے بیشمار فوائد ہیں۔ قربانی کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ انسانی افکار و اعمال میں جذبہ اطاعت پیدا کیا جائے۔ اسی جذبہ کے تحت انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ سال میں ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے جانور کو قربان کرے۔ جس سے اس میں حکم خداوندی پر عمل پیرا رہنے کی قوت برقرار رہے۔ الغرض قربانی کے ظاہری فعل سے جو فیوض و برکات حاصل ہوتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

سب سے اچھا عمل عید الضحیٰ کے ایام میں اللہ کے نزدیک قربانی کرنا ہے یعنی جانور کو اللہ کی راہ میں ذبح کرنا ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے دن اللہ کو خون بہانے سے زیادہ بندے کا کوئی عمل محبوب نہیں۔ اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں اور کھروں سمیت آئے گا۔ خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی اللہ کے ہاں ایک بلند درجہ حاصل کر لیتا ہے تو تمھیں

Marfat.com

بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا۔ اپنی قربانی سے مسرور ہونا چاہیے (ابن ماجہ)

اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ قربانی وہ عمل ہے جو اللہ کو بہت پسند ہے۔ روزِ قیامت قربانی کا جانور بنفس نفیس بندے کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ اور پل صراط عبور کرنے میں اس کا معاون ثابت ہوگا۔ اس وقت انسان کے لیے یہ بہت بڑا اعزاز اور اللہ کی عنایت ہوگی جس سے قربانی کرنے والے کی اس وقت حوصلہ افزائی ہوگی۔

قربانی کا بے پناہ ثواب

قربانی کا اجر بے پناہ ہے جو انسان کو آخرت میں ملے گا۔ قربانی کا جو جانور اللہ کی راہ میں قربان کیا جاتا ہے اس کے ہر بال کے بدلے میں انسان کو نیکی ملے گی اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث حسب ذیل ہے:

وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا شے ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، تو اس قربانی سے ہمیں کیا ملے گا یعنی کیا ثواب ملے گا۔ آپ نے فرمایا ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مینڈھا ہو؟ آپؐ نے فرمایا تب بھی ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی۔

(ابن ماجہ)

Marfat.com

گناہوں کی معافی

قربانی کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ قربانی کرنے والے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ قربانی کرنے میں سراسر اللہ تعالیٰ کی رضا مدنظر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے لہذا اسی خلوص نیت کی بنا پر اللہ تعالیٰ قربانی کرنے والے کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اللہ چونکہ قادر مطلق ہے اس لیے وہ تمام گناہوں کو اسی ایک نیکی کی بنا پر یکدم ختم کرنے پر قادر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی جاتی ہے تو ابھی پوری طرح جانور کا خون نہیں بہا ہوتا مگر اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اس کے بارے میں حضورؐ کی حدیث مبارکہ یہ ہے:

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فَاطِمَۃُ قُوْمِیْ اِلٰی اُضْحِیَّتِکِ فَاشْہَدِیْہَا فَاِنَّ لَکِ بِاَوَّلِ قَطْرَۃٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِہَا اَنْ یُّغْفَرَ لَکِ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِکِ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَنَا خَاصَّۃً اَہْلَ الْبَیْتِ اَوْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِیْنَ قَالَ بَلْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِیْنَ

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی صاحبزادی) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (قربانی کے وقت) فرمایا کہ اے فاطمہ! کھڑی ہو اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کی وجہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ! کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لیے یعنی اہل بیت کے واسطے مخصوص ہے یا سب مسلمانوں کے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا یہ فضیلت ہمارے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔

(ترغیب وترہیب ص ۱۰۲ ج ۲)

-:-

-:-

-:-

Marfat.com

قربانی کا دن بڑی عزت والا ہے

قربانی کے دن کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ یہ دن حرمت والے مہینوں کی طرح حرمت و احترام والا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یوم نحر تمھارے خون، مال اور عزت کی مانند اسی طرح حرمت والا ہے جس طرح کہ حرمت والے مہینے اور شہر مکہ ہے۔ لہٰذا یوم نحر میں کسی قسم کا جھگڑا کرنا انتہائی قابلِ مذمت ہے۔ اگر کسی کا کسی سے کوئی لڑائی جھگڑا بھی ہو تو اسے چاہیئے کہ اس دن سے قبل ہی آپس میں صلح کر لے اور اخوتِ مسلمانی کو اپنائے۔ اس دن کی فضیلت کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَلسَّنَۃُ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ۔ ثَلَاثٌ مُتَوَالِیَاتٌ ذُوالْقَعْدَۃِ وَ ذُوالْحِجَّۃِ وَالْمُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَ شَعْبَانَ۔ اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا؟ قُلْنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ ذَا الْحِجَّۃِ؟ قُلْنَا بَلٰی۔ قَالَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا؟ قُلْنَا اللّٰہُ

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زمین و آسمان جب سے پیدا ہوئے زمانہ اپنی اسی ہیئت پر گردش کر رہا ہے کہ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے اور ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین تو متواتر ہیں یعنی۔ ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ رہا مضر کا رجب تو وہ جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے۔ بھلا یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہمارا گمان ہوا کہ آپ کوئی دوسرا ہی نام بیان کریں گے۔ فرمایا کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ یہ کونسا شہر ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے

Marfat.com

وَرَسُولُهٗ اَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى
ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ
اِسْمِهٖ - قَالَ اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ ؟
قُلْنَا بَلٰى - قَالَ فَاَيُّ يَوْمٍ هٰذَا ؟
قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ اَعْلَمُ
فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ
بِغَيْرِ اِسْمِهٖ - قَالَ اَلَيْسَ يَوْمَ
النَّحْرِ ؟ قُلْنَا بَلٰى - قَالَ فَاِنَّ
دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ
وَاَحْسِبُهٗ قَالَ وَاَعْرَاضَكُمْ
عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ
يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا
فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ
رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ
اَعْمَالِكُمْ - اَلَا فَلَا
تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا -
يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ
بَعْضٍ اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ
الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ
مَنْ يُّبَلِّغُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ
اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ
سَمِعَهٗ - وَكَانَ مُحَمَّدٌ
اِذَا ذَكَرَهٗ قَالَ صَدَقَ

کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔
پس آپ خاموش ہو گئے اور ہمیں گمان گزرا
کہ شاید آپ کوئی اور ہی نام ارشاد فرمائیں گے
فرمایا کہ کیا یہ ہمارا شہر (مکہ مکرمہ) نہیں ہے؟ ہم
عرض گزار ہوئے کہ کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ
آج کونسا دن ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے کہ
اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں، پس
آپ خاموش ہو گئے اور ہم نے گمان کیا کہ آپ
کوئی اور نام ہی ارشاد فرمائیں گے، فرمایا کیا یہ
قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے
کہ کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ تمھارے خون،
اور تمھارے مال، محمد بن سیرین کا بیان ہے
کہ میرے خیال میں محمد بن ابی بکرہ نے یہ بھی
فرمایا کہ تمھاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی
طرح حرام ہیں جیسے تمھارے اس دن کی
حرمت تمھارے اس شہر میں اور تمھارے
اس مہینے میں۔ عنقریب تم اپنے پروردگار
کی بارگاہ میں حاضر ہو گے اور وہ تمھارے
اعمال کی بابت پوچھے گا۔ خبردار! میرے
بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں
اڑانے لگو۔ تمھیں چاہیئے کہ حاضرین یہ باتیں
ان لوگوں تک پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں کیونکہ
بعض وہ لوگ جن تک بات پہنچائی جاتی ہے

Marfat.com

اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ۔ (بخاری)

وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ محمد بن سیرین جب اس واقعہ کو بیان کرتے تو کہتے کہ نبی کریمؐ نے سچ فرمایا ہے پھر حضور نے فرمایا دیکھو میں نے پیغام پہنچا دیا دیکھو میں نے پیغام پہنچا دیا۔ (بخاری)

قربانی سے حصولِ تقویٰ

قربانی کا اصل مقصد جذبہ اطاعت پیدا کرنا ہے اور انسان میں ایسے اخلاقی خصائل پیدا کرنا ہے تاکہ انسان ہر وقت دوسروں کے لیے اپنی جان و مال کی قربانی کے لیے جذبہ ایثار سے کام لے۔ اور بوقت ضرورت اسلام کی خاطر اسے اپنی قیمتی سے قیمتی چیز کی قربانی بھی دینا پڑے تو گریز نہ کرے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان پر قربانی، صدقات، خیرات، فطرانہ اور دوسرے احکامات کی پابندی عائد کی ہے۔ مشاہدے اور تجربے کی بات ہے کہ جو حضرات اللہ کی راہ میں قربانی دیتے رہتے ہیں۔ ان میں جذبہ اطاعت ہر وقت بیدار رہتا ہے اور یہی اصل مقصد ہے کہ قربانی کے ذریعہ انسان میں تقویٰ اور پرہیزگاری پیدا ہو جائے۔ اسی لیے قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔

اللہ تعالیٰ کو جانوروں کا خون اور گوشت ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اللہ کو تمھارا تقویٰ پہنچتا ہے۔ (پ ۱۷، ج ۳۷)

اسلام سے پہلے اہل مکہ جب قربانی کرتے تھے تو قربانی کا گوشت بیت اللہ کے سامنے لا کر رکھ دیتے اور خون کو بیت اللہ کی دیواروں پر چھڑک دیتے تو ان کے اس فعل کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ قربانی کے ذریعے تمھارے ذبح شدہ جانور کا خون یا گوشت لینا نہیں چاہتا بلکہ اس طرح خون بہانے سے تمھاری نیت اور تقویٰ کی پہچان ہوتی ہے۔

Marfat.com

قربانی کے اس اصل مفہوم کو بدلنے کے لیے بعض مسلمان اس دھن میں ہیں کہ مسلمانوں سے جذبہ قربانی کے مفہوم کو بدل ڈالا جائے۔ لہذا ایسے لوگوں کا کہنا ہے کہ قوم کا وہ مال جو جانوروں کے ذبیحہ پر ہر سال خرچ ہوتا ہے اسے کیوں نہ رفاہی کاموں پر خرچ کیا جائے۔ ان کے لیے عرض ہے کہ مذہب نام ہی اس دیوانگی اور اطاعت کا ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے اسے کرو لہذا دین کے کسی بھی حکم کی خلاف ورزی کے لیے عقلی استدلال کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ اللہ جو انسان کو جانور خریدنے کے لیے مال و دولت کے ذرائع کا سامان پیدا کرتا ہے وہی فلاح عامہ کے کاموں کا بھی ضامن ہے۔ ایسی باتیں صرف مذہب میں فتنہ ڈالنے کے لیے ہیں اور ان کی کوئی اصلیت یا حقیقت نہیں ہے۔ کیونکہ بعض ایام ایسے ہیں جن کی عبادت صرف انہی دنوں کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے مثلاً رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی عبادت، ایسے ہی یوم نحر کی خاص عبادت قربانی کرنا ہے جو حضرت ابراہیمؑ نے کی تھی لہذا یہ سنت تو تبھی ادا ہو سکتی ہے جب اس کی پیروی میں قربانی دی جائے گی۔ اس لیے وہ رقم اس روز جس سے قربانی کا جانور خرید کر ذبح کیا جاتا ہے اس رقم سے زیادہ افضل ہے جو صدقہ و خیرات کی جائے کیونکہ قربانی اللہ کے حکم کی اطاعت ہے لہذا جو قرب الٰہی اس دن قربانی سے حاصل ہوتا ہے وہ خیرات کرنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ خواہ وہ خیرات قربانی کے جانور کی قیمت سے کئی گنا زیادہ کیوں نہ ہو۔ اس لیے مسلمان بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ قربانی کی واجبیت پر عمل پیرا رہیں کیونکہ یہی عجز و نیاز اور اطاعت کا تقاضا ہے۔

فریضۂ حج میں قربانی کی اہمیت

سنتِ ابراہیمی کی پیروی میں حج کے موقع پر کچھ اعمال ایسے ہیں جو حج کی تکمیل کے لیے ضروری اور واجب ہیں اور ان ضروری اعمال میں سے ایک ضروری فعل قربانی بھی ہے لہذا ہر حاجی کے لیے قربانی کرنا حج کے ساتھ واجب ہے۔

Marfat.com

اگرچہ حاجیوں کے علاوہ تمام دوسرے مسلمانوں کے لیے بھی قربانی کا حکم تو ہے لیکن حاجیوں کے لیے خصوصاً قربانی ضروری ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذاتِ خود اس مقام پر قربانی کی جہاں آج بھی لاکھوں حاجی اپنے جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔ اس لیے سنتِ رسولؐ کی متابعت میں حج کے موقع پر قربانی کرنا لازم ہے۔ اس لیے منیٰ کے مقام پر جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں ذبیح اللہ کو قربانی کے لیے پیش کیا گیا تھا آج بھی تمام حجاج جانوروں کی قربانی کرتے ہیں۔

سورت حج میں جانور ذبح کرنے کا ذکر ہے جہاں یہ کہا گیا ہے کہ حج کے موقع پر قربانی دی جائے لیکن اس سے صرف یہ مراد نہیں کہ قربانی مکہ (منیٰ) میں حجاج ہی کے لیے ہے۔ اگرچہ ذبح کا واقعہ مکہ میں پیش آیا لیکن اس کا اطلاق تمام امتِ اسلامیہ پر ہے خواہ خطہ ارضی پر کہیں بھی رہتے ہیں۔

سورت حج میں یوں بیان ہوا ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ	اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانی بنا دیا ہے اس میں بھلائی ہے پس ان کو کھڑا کر کے اللہ کا نام لو۔ پھر جب ان کے پہلو زمین پر لگ جائیں پھر اس سے کھاؤ اور ان کو کھلاؤ جو مانگنے سے بچتے ہیں اور ان کو بھی جو مانگتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے تمہارے لیے انھیں مسخر کر دیا ہے تاکہ تم شکر کرو۔ (پ ۱۷، حج: ۳۶)

یہاں بیان ہوا ہے کہ ہم نے قربانی کے اونٹوں کو شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ شعائر اللہ سے مراد علامت ہے اور یہ علامت اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ یاد کی طرف منسوب ہوتی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق رکھتی ہے۔ اس

Marfat.com

آیت میں اللہ تعالیٰ نے اونٹ کو قربان کرنے کا طریقہ بتایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کیا جائے۔ تکبیر کہہ کر زور سے اس کے حلق پر نیزہ مارا جائے تاکہ اس کے گلے سے خون کا ایک فوارہ چھوٹ جائے اور جب اس کے جسم سے اچھی طرح خون نکل جائے گا تو وہ زمین پر گر پڑے گا اور اسے پہلو کے بل لٹا کر اس کی کھال اتار کر گوشت بنا کر اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے استعمال میں لاؤ۔

Marfat.com

احکاماتِ قربانی

قرآن پاک میں ایک تو ایسے احکامات ہیں کہ جن میں واضح طور پر امت مسلمہ کے لیے کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیدیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی ایسی آیات بھی ہیں جن میں بظاہر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حکم کا خطاب ہے اور آپ نے اس پر عمل کیا۔ لہٰذا احکامات پر بھی ہر مسلمان کے لیے عمل کرنا ضروری ہے چنانچہ قربانی کے بارے میں ارشاد ہوا ہے:

۱۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(آپ) کہہ دیجیے کہ میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ملا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

(پ ۸۔ انعام: ۱۶۲ تا ۱۶۳)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ خطاب ہوا کہ آپ نے جس دین کی دعوت اہل دنیا کو دی ہے اس کے بارے میں برملا وضاحت فرمادیجیے کہ یہی دین صراطِ مستقیم ہے اور یہ وہ راستہ ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور اس دین پر قائم رہتے ہوئے میری ہر قسم کی عبادت یعنی نماز، اور اللہ کی راہ میں ہر طرح کی قربانیاں، موت اور حیات اللہ ہی کے لیے ہے

دراصل اس زمانے میں مشرکین اللہ کے علاوہ بتوں کی عبادت کرتے تھے اور ان کے لیے قربانی کرتے تھے۔ اس کی تردید کی گئی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کی ہر طرح کی عبادت اور قربانی صرف ذاتِ الٰہی کے لیے ہے۔ یہاں قربانی کے لیے "نسک" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد قربانی ہے بعض فتنہ پرور اور کجرو لوگ اس لفظ سے مراد قربانی نہ لیتے ہوئے صریحاً قربانی سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنا صالحیت تقویٰ اور پرہیزگاری کے خلاف ہے اور دین میں سوائے رخنہ اندازی کے اور کچھ حاصل نہیں ہو سکتا، لہٰذا امتِ مسلمہ کے کسی بھی مسلمان کو قربانی سے انکار کا کوئی جواز نہیں۔

۲۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ؕ — پس نماز پڑھیے اپنے رب کے لیے اور قربانی کیجیے۔ (پ ۳۰۔ کوثر)

اس آیت کی تفسیر میں مقاتل کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازِ پنجگانہ پڑھو اور قربانی کے دن جانور (اونٹ بکری) ذبح کرو۔ بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد عید کی نماز پڑھنا ہے اور منیٰ میں اونٹ کی قربانی کرنا ہے۔ بعض علماء نے انحر کی تشریح میں کہا ہے کہ اپنے ہاتھوں کو تکبیر کے لیے ہنسلی کی ہڈی تک اٹھاؤ (نحر تک) اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے سینہ کو قبلہ رخ کرو۔

قربانی کرنا کن کے لیے ضروری ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں عید الضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کرنا بہت بڑی افضل سنت ہے۔ قربانی کرنے کی سنت کا حکم ہر اس مسلمان پر عائد ہوتا ہے جو مالدار ہو یعنی اس کے پاس اتنا مال ہو جس سے وہ زکوٰۃ دینے والوں میں شمار ہو سکتا ہو تو اسے قربانی کرنی چاہیے۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ — حضرت ابوہریرہ رضہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس میں

Marfat.com

مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَّلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا۔ طاقت ہو اور پھر وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے مصلّے کے پاس نہ آئے (ابن ماجہ)

بعض اوقات یہ مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے کہ مجھ پر قربانی واجب ہے کہ نہیں تو مندرجہ بالا حدیث کی رو سے یہ مسئلہ بالکل عیاں ہے کہ جو شخص کھاتا پیتا ہو اور اس کے پاس قربانی کا جانور خریدنے کے لیے رقم ہو تو اسے قربانی کرنی چاہیئے کیونکہ اہل تقوٰی اور صوفیاء کا یہی طرز عمل رہا ہے کہ اگر ان کے پاس قربانی کا جانور خریدنے کی سکت ہوتی تو وہ قربانی کر دیتے کیونکہ اللہ کی راہ میں قربانی کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کی دلیل بھی ہے کیونکہ جن لوگوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی معنوں میں محبت ہوتی ہے ان کی از حد کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنی حیات میں ہر اس سنت پر عمل کر گزریں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے کیونکہ محبوب کے ہر فعل کو اپنائے بغیر محبت خام رہتی ہے اس لیے اللہ والوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ ہر حال میں قربانی کریں چنانچہ اللہ تعالیٰ انھیں توفیق بھی دے دیتا ہے اور وہ ہر سال قربانی کرتے جاتے ہیں۔

ائمہ فقہاء کے نزدیک قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں: (۱) اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں (۲) اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں۔ (۳) تونگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے (۴) حریت یعنی آزاد ہونا۔ جو آزاد نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادت مالیہ اس پر واجب نہیں۔

مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں، عورتوں پر بھی اسی طرح واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے۔ اس کے لیے بلوغ شرط ہے کہ نہیں، اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اس کے مال سے قربانی کی

Marfat.com

جائے گی یا اس کا باپ اپنے مال سے قربانی کرے گا ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر فرض ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (درمختار وغیرہ)

عَنْ مِخْنَفِ ابْنِ سُلَيْمٍ قَالَ وَنَحْنُ وُقُوفٌ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ قَالَ فَقَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰى اَهْلِ كُلِّ بَيْتٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اُضْحِيَةً وَّعَتِيْرَةً اَتَدْرُوْنَ مَا الْعَتِيْرَةُ هٰذِهِ الَّتِيْ يَقُوْلُ النَّاسُ الرَّجَبِيَّةُ۔

حضرت مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! ہر گھر والوں پر سال میں ایک دفعہ قربانی اور عتیرہ ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا چیز ہے؟ عتیرہ وہی ہے جس کو لوگ رجبیہ کہتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد)

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الضَّحَايَا اَوَاجِبَةٌ هِيَ قَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَجَرَتْ بِهِ السُّنَّةُ۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ سے دریافت کیا، کیا قربانی واجب ہے انھوں نے جواب دیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کی اور یہی سنت جاری ہے

(ابن ماجہ)

قربانی صرف اپنی ہی جانب سے واجب ہے نہ بیوی کی طرف سے واجب ہے نہ اولاد کی طرف سے۔

کسی نے منت اور نذر مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو قربانی کروں گا۔ پھر خدا کے فضل و کرم سے وہ کام ہو گیا تو چاہے یہ شخص خوشحال ہو یا نادار، بہر حال اس پر قربانی واجب ہو گئی۔ اور نذر کی قربانی کا حکم یہ ہے کہ اس کا سارا گوشت غریبوں اور حاجتمندوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ قربانی کرنے والا خود بھی نہ کھائے اور نہ ہی خوشحال لوگوں کو کھلائے۔

Marfat.com

کسی شخص پر قربانی شرعاً واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔

۔ اگر کوئی شخص

سفر میں ہے اور وہ بارہویں ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے اپنے وطن پہنچ گیا اور خوشحال ہے تو اس پر قربانی واجب ہو گئی اور اگر وہ مقیم ہے اور نادار ہے لیکن بارہویں ذوالحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے خدا نے اسے مال و دولت سے نواز دیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہو گئی۔

قربانی کرتے وقت نیت کا زبان سے اظہار کرنا اور دعا پڑھنی ضروری نہیں صرف دل کی نیت اور ارادہ قربانی صحیح ہونے کے لیے کافی ہے البتہ زبان سے دعا پڑھنا بہتر ہے۔

جس شخص پر قربانی واجب ہے اس کو تو کرنا ہی ہے جن پر واجب نہیں ہے ان کو بھی اگر غیر معمولی زحمت نہ ہو تو ضرور قربانی کرنی چاہیئے البتہ دوسروں سے قرض لے کر قربانی کرنا مناسب نہیں۔

خدا نے جس شخص کو مال و دولت سے نوازا ہے وہ صرف واجب قربانی پر ہی کیوں اکتفا کرے بلکہ قربانی کا بے حد و حساب اجر و انعام پانے کے لیے اپنے بزرگوں، یعنی فوت شدہ ماں باپ، دادا، دادی اور دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے بھی قربانی کرے تو بہتر ہے

Marfat.com

سفر میں قربانی

سفر کی حالت میں قربانی کرنا

ضروری نہیں۔ اگر کوئی مسافر قربانی کرلے تو بہتر ہے اس کا ثواب اسے نفل کے طور پر حاصل ہوگا۔ حاجی جب مکہ میں مقیم ہوجاتے ہیں اور حج کرتے ہیں، تو ان کے لیے بھی قربانی کرنا لازم ہے۔ بعض لوگ حصولِ معاش کی خاطر اپنے ملک سے باہر کسی دوسرے ملک میں رہتے ہیں۔ صاحبِ ثروت ہونے کے لحاظ سے ان پر یہ فریضہ واجب ہوگا۔ اگر وہ اپنے آپ کو مسافر خیال کرتے ہوئے قربانی کرنے سے گریز کریں تو ان کے لیے ایسا کرنا درست نہیں۔ انھیں قربانی کرنی چاہیئے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ یَا ثَوْبَانُ اَصْلِحْ لَنَا لَحْمَ ھٰذِہِ الشَّاۃِ قَالَ فَمَا زِلْتُ اُطْعِمُہٗ مِنْھَا حَتّٰی قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دورانِ سفر) قربانی کی، پھر فرمایا کہ اے ثوبان! اس بکری کے گوشت کو ہمارے لیے درست کردو۔ ان کا بیان ہے کہ میں برابر اسی میں سے کھلاتا رہا یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔

استطاعت نہ رکھنے والے پر قربانی واجب نہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ اُمِرْتُ بِیَوْمِ الْاَضْحٰی عِیْدًا

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا، مجھے ذوالحجہ کی دسویں تاریخ کو عید

Marfat.com

جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَاَيْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ لَا وَلٰكِنْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَتُقَلِّمُ اَظْفَارَكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

کرنے کا حکم ہوا - اللہ تعالیٰ نے اس دن کو میری امت کے لیے عید بنایا - اس شخص نے عرض کیا حضور! اگر میرے پاس کچھ نہ ہو (قربانی کے مطابق نصاب نہ ہو) اور صرف ایک ہی اونٹنی یا بکری ہو تو کیا میں اس کی قربانی کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، بلکہ تم اپنے بال کٹواؤ، ناخن اترواؤ اور مونچھوں کے بال چھوٹے کراؤ اور زیر ناف بالوں کو صاف کرو - پس اللہ کے نزدیک تمھاری پوری قربانی یہی ہے۔

(نسائی)

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو شخص قربانی دینے کی توفیق نہ رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ مندرجہ بالا حدیث کے اس فرمان پر عمل کر کے دس دن تک نہ وہ اپنے بال ترشوائے اور نہ ناخن کاٹے اور عید الضحیٰ پڑھنے کے بعد اپنی حجامت کروائے اور ناخن تراشے تو اسے قربانی کرنے والے کی مثل ہی ثواب ہوگا۔ یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ قَالَ الرَّجُلُ اَرَاَيْتَ اِنْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے قربانی کے دن عید منانے کا - جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے مقرر فرمائی ہے - ایک شخص عرض گزار ہوا کہ اگر مجھے میسر نہ آئے سوائے اس اونٹنی یا بکری وغیرہ کے جو دودھ پینے کے لیے

Marfat.com

قَالَ لَا وَلٰكِنْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَتِلْكَ تَمَامُ اُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ ـ

عاریۃً یا کرائے پر ملی ہو تو کیا اسی کی قربانی پیش کردوں؟ فرمایا نہیں بلکہ تم اپنے بال کترواؤ، ناخن کاٹو، مونچھیں پست کرو اور موئے زیر ناف صاف کرو۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بس یہی تمہاری قربانی ہے۔

(ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امت کی طرف سے قربانی کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کرتے تو قربانی کا ایک جانور امت کی طرف سے بھی قربان کرتے۔ آپ کا ایسا کرنا امت کے لیے باعثِ شفقت تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اپنی قربانی میں امت کے ناداروں کو بھی شامل فرمایا کرتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رض قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَضْحٰى فِي الْمُصَلّٰى فَلَمَّا قَضٰى خُطْبَتَهٗ نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهٖ وَاُتِيَ بِكَبْشٍ فَذَبَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ وَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ عَنْ اُمَّتِيْ ـ

حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ نے فرمایا، میں عید الضحیٰ کے روز عیدگاہ کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا۔ جب آپ خطبے سے فارغ ہوئے تو منبر سے اتر آئے اور ایک مینڈھا لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے دستِ مبارک سے ذبح فرمایا اور کہا: اللہ کے نام سے شروع اور اللہ بہت بڑا ہے۔ یہ میری طرف سے ہے اور میرے ہر اس امتی کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکے۔

(ابوداؤد)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ جب حضور

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ اشْتَرٰی کَبْشَیْنِ عَظِیْمَیْنِ اَقْرَنَیْنِ اَمْلَحَیْنِ مَوْجُوْئَیْنِ فَذَبَحَ اَحَدَھُمَا عَنْ اُمَّتِہٖ لِمَنْ شَھِدَ لِلّٰہِ بِالتَّوْحِیْدِ وَشَھِدَ لَہٗ بِالْبَلَاغِ وَذَبَحَ الْاٰخَرَ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّعَنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ٭

صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو مینڈھے خریدتے جو موٹے تازے، سینگوں والے اور کالے سیاہ رنگدار ہوتے، ایک اپنی امت کی جانب سے ذبح کرتے جو بھی اللہ کو ایک مانتا ہو اور رسول کی رسالت کا قائل ہو۔ اور دوسرا محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی جانب سے ذبح فرماتے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

(ابن ماجہ)

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحَرَ عَنْ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ بَقَرَۃً وَّاحِدَۃً ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حجۃ الوداع میں ایک گائے ذبح فرمائی۔

(ابن ماجہ)

عورتوں کی طرف سے قربانی کرنا

اپنی زوجہ کی طرف سے قربانی کرنا بھی درست ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے بھی قربانی کیا کرتے تھے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض قَالَ ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَمَّنِ اعْتَمَرَ مِنْ نِّسَائِہٖ فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ بَقَرَۃً بَیْنَھُنَّ ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ حجۃ الوداع میں جن ازواج مطہرات رضؓ نے حضور صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا تھا آپؐ نے ان کی جانب سے ایک گائے ذبح فرمائی

(ابن ماجہ)

Marfat.com

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَرِفَ وَاَنَا اَبْکِیْ فَقَالَ مَالَکِ اَنُفِسْتِ؟ قُلْتُ نَعَمْ۔ قَالَ ھٰذَا اَمْرٌ کَتَبَہُ اللّٰہُ عَلٰی بَنَاتِ اٰدَمَ اَقْضِیْ مَا یَقْضِی الْحَاجُّ غَیْرَ اَنْ لَّا تَطُوْفِیْ بِالْبَیْتِ وَضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ نِّسَائِہٖ بِالْبَقَرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرف کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی۔ ارشاد فرمایا تمہیں کیا ہو گیا؟ کیا حیض آگیا ہے؟ میں عرض گزار ہوئی، ہاں! فرمایا کہ یہ تو وہ بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی بیٹیوں کے لیے لکھ دیا ہے۔ لہذا جس طرح دوسرے حاجی کریں تم بھی کرنا ماسوائے طواف بیت اللہ کے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے گائے کی قربانی دی (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کرنا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ آپ ہر سال ایک دنبے کی قربانی اپنی طرف سے کرتے اور ایک دنبے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

عَنْ حَنَشٍ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُضَحِّیْ بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَہٗ مَا ھٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ

حضرت حنش رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو دنبے قربانی کرتے دیکھا تو عرض گزار ہوا کہ یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی اپنی طرف سے قربانی کرنے کی چنانچہ ایک قربانی میں حضور کی طرف سے

فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ ۔ پیش کرتا ہوں۔(سنن ابوداؤد)

اس حدیث سے یہ مسئلہ اخذ ہوتا ہے کہ دنیا سے وصال شدہ بندے کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے اور جو قربانی اس ذمرے میں کی جائے گی اس کا گوشت خود بالکل نہ کھائے بلکہ سب کا سب اللہ کی راہ میں تقسیم کیا جائے۔ وصال شدہ بندے کی طرف سے قربانی کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ اپنی طرف سے قربانی کرے کیونکہ صاحب حیثیت ہونے کی بنا پر پہلے اس پر اپنی طرف سے قربانی کرنا لازم ہے جو کہ اس پر واجب ہے۔

اچھی طرح ذبح کرنے کا حکم

قربانی کے وقت یا عام حالات میں ذبح کرنے کے وقت جانور کو اچھی طرح ذبح کرنا چاہیئے اور چھری تیز استعمال کرنی چاہیئے تا کہ جانور کی جان آسانی سے نکل جائے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کرتے وقت تیز دھار والی چھری استعمال کرتے تھے لہذا ایسا کرنا ہی سنت ہے۔ بعض لوگ بعض اوقات قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت چھری اچھی طرح تیز نہیں کرتے۔ ان کے لیے بہتر ہے کہ کند چھری کو اچھی طرح تیز کرلیں۔ کیونکہ ایک ہی چھری سے بار بار ذبح کرنا چھری کو کند کر دیتا ہے۔ لہذا چھری کو تیز رکھنا بہت اچھا ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَۃَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ اِذَا ذَبَحَ شَفْرَتَہٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَہٗ

سیدنا حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے ہر چیز پر احسان فرض فرمایا ہے۔ یعنی سب پر رحم کرنا چاہیئے تو جب تم قتل اور ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو۔ اور اپنی چھری اچھی طرح تیز کرو۔ جب تم میں سے کوئی ذبح کرنے لگے اور جانور کو آرام دے۔ (نسائی شریف)

Marfat.com

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَاَنْ تُوَارٰی عَنِ الْبَهَائِمِ وَقَالَ اِذَا ذَبَحَ اَحَدُکُمْ فَلْیُجْهِزْ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری تیز کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا جانور سے اسے چھپا کر تیز کرو، جب ذبح کا وقت ہو تو بہت جلدی سے ذبح کیا جائے۔
(ابن ماجہ)

قربانی کے دن

قربانی کے لیے اسلام میں تین دن مقرر ہیں ان دنوں کے علاوہ قربانی نہیں دی جا سکتی۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخیں ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت علیؓ اور حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ عید الضحیٰ کے بعد دو دن تک قربانی کرنا جائز ہے (مؤطا امام مالک)

لیکن نیکی میں جلدی کرنا تاخیر سے بہت ہی افضل ہے اس لیے عید الضحیٰ کے پہلے دن قربانی کرنا بہت ہی بہتر ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عید کے روز ہی قربانی کی جائے۔

قربانی نمازِ عید کے بعد کی جائے

نمازِ عید سے قبل قربانی کرنا درست نہیں۔ اگر کوئی نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لے تو اس کی قربانی نہ ہو گی اور اس کے لیے دوبارہ قربانی کرنا ضروری ہے لیکن جہاں نماز عید نہ ہو وہاں نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی کرنا جائز ہے۔ اس کے متعلق احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا ذَبَحَ یَوْمَ النَّحْرِ یُضَحِّیْ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعِیْدَ۔

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر ڈالی، تو حضورؐ نے اسے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ ۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ تو آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کی ہے تو وہ دوبارہ کرے یعنی اس کی جگہ دوسری اور جس نے قربانی ذبح نہیں کی تو اب چاہیئے کہ ذبح کرے ۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَاِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو اس نے اپنے لیے کی اور جس نے نماز کے بعد کی تو اس کی قربانی پوری ہوئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کو پالیا

(بخاری)

عَنْ اَبِیْ زَيْدِ الْاَنْصَارِيِّ رض قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَارٍ مِّنْ دُوْرِ الْاَنْصَارِ فَوَجَدَ رِيْحَ قُتَارٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا الَّذِيْ ذَبَحَ فَخَرَجَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَّا فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْتُ قَبْلَ اَنْ اُصَلِّيَ لِاُطْعِمَ اَهْلِيْ وَجِيْرَانِيْ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّعِيْدَ

حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر انصار کے ایک قبیلہ پر سے ہوا ۔ آپ کو گوشت بھوننے کی خوشبو معلوم ہوئی تو آپ نے دریافت کیا کہ کس نے جانور ذبح کیا ہے ۔ ہم میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے نماز سے پہلے اس لیے ذبح کیا تھا تاکہ اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو کھلا سکوں ۔ آپ نے اسے دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا ۔

Marfat.com

فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مَا عِنْدِیْ اِلَّا جَذَعٌ اَوْ حَمَلٌ مِّنَ الضَّاْنِ فَقَالَ اذْبَحْهَا وَلَنْ یُّجْزِیَ جَذَعَةٌ مِّنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ قَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَعَرَفْتُ اَنَّ الْیَوْمَ یَوْمُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَاَكَلْتُ وَاَطْعَمْتُ اَهْلِیْ وَجِیْرَانِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ قَالَ فَاِنَّ عِنْدِیْ عِنَاقًا جَذَعَةً خَیْرٌ مِّنْ شَاتَیْ لَحْمٍ فَهَلْ

اس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میرے پاس سوائے ایک سالہ بھیڑ کے کچھ نہیں۔ آپ نے فرمایا اسی کو ذبح کردو لیکن تمھارے بعد یہ کسی کے لیے جائز نہیں۔ (ابن ماجہ)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحیٰ کے دن نماز کے بعد ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ہماری طرح نماز پڑھی (نماز کے بعد) ہماری طرح قربانی کی تو اس نے قربانی کی اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ گوشت کی بکری ہے (یعنی اسے قربانی کا ثواب نہ ملے گا) حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! میں نے تو نماز سے پہلے قربانی کی اور میں نے سمجھا کہ یہ کھانے پینے کا وقت ہے لہٰذا میں نے جلدی کی۔ میں نے خود بھی کھایا نیز اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو گوشت کی بکری ہوئی۔ حضرت ابو بردہؓ نے عرض کیا۔ حضور! میرے پاس بکری کا ایک بچہ (جذعہ) ہے اور میرے نزدیک وہ گوشت کی دو بکریوں سے بہتر ہے

Marfat.com

تَجْزِیُ عَنِّیْ قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِیُ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

کیا اس کی قربانی دی جا سکتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں! مگر تمھارے سوا کسی اور کو درست اور جائز نہ ہوگا۔

عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْیُعِدْ فَقَالَ رَجُلٌ هٰذَا یَوْمٌ یُشْتَهٰی فِیْهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ مِنْ جِیْرَانِهٖ فَكَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَذَرَهٗ وَعِنْدِیْ جَذَعَةٌ خَیْرٌ مِّنْ شَاتَیْنِ فَرَخَّصَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا اَدْرِیْ بَلَغَتِ الرُّخْصَةُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ اِلٰی كَبْشَیْنِ یَعْنِیْ فَذَبَحَهُمَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ اِلٰی غُنَیْمَةٍ فَذَبَحُوْهَا۔

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز سے پہلے قربانی کی وہ دوبارہ کرے، ایک شخص عرض گزار ہوا کہ اس روز گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اپنے ہمسایوں کا ذکر کیا۔ پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا عذر قبول فرمالیا وہ عرض گزار ہوا کہ میرے پاس بکری کا ایک ایسا بچہ ہے جو دو بکریوں سے بہتر ہے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت مرحمت فرمادی۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ اجازت عام رکھی یا نہ رکھی۔ پھر آپ دو دنبوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح فرمایا۔ ازاں بعد لوگ اپنے جانوروں کی طرف گئے اور انھیں ذبح کیا۔ (بخاری)

مسائل: قربانی کے وقت کے متعلق مندرجہ بالا احادیث سے متعلقہ مسائل حسب ذیل ہیں:

قربانی کا وقت دسویں ذی الحجہ یعنی عید الضحیٰ کے دن سے لے کر بارہویں ذی الحجہ کی شام تک ہے۔ غرضیکہ قربانی کے لیے تین دن اور دو راتیں ہیں ان دنوں کو ایام نحر کہا جاتا ہے۔ ان ایام میں چاہے دن کے وقت قربانی کریں یا رات کے وقت کریں لیکن ائمہ کا کہنا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ رات کے وقت قربانی نہ

Marfat.com

کی جائے، ہو سکتا ہے کہ کوئی رگ سلیقے سے نہ کٹے، یا رہ جائے اور قربانی درست نہ ہو۔

قربانی کے لیے عید الضحیٰ کا دن سب سے افضل ہے، پھر گیارہویں تاریخ اور پھر بارہویں ذی الحجہ ہے۔ لہٰذا پچھلے دو دن کی بجائے پہلے دن قربانی کرنے کی فضیلت زیادہ ہے۔

شہر اور قصبات کے باشندوں کے لیے نماز عید سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں، جب لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں تب قربانی کریں۔ البتہ دیہات کے باشندے نماز فجر کے بعد بھی قربانی کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ جس گاؤں میں عید کی نماز نہیں ہوتی وہاں بھی قربانی طلوعِ آفتاب کے بعد کی جائے اور شہر میں بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ ہو جانے کے بعد قربانی کی جائے۔

اگر شہر میں متعدد جگہ عید کی نماز ہوتی ہو تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے یعنی یہ ضروری نہیں کہ عید گاہ میں نماز ہو جائے تو جب ہی قربانی کی جائے بلکہ کسی مسجد میں نماز پڑھی گئی اور ابھی عید گاہ میں نہیں ہوئی جب بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ (در مختار)

دسویں کو اگر عید کی نماز نہیں ہوئی تو قربانی کے لیے یہ ضروری ہے کہ وقتِ نماز گزر جائے یعنی زوال کا وقت آ جائے اب قربانی ہو سکتی ہے اور دوسرے یا تیسرے دن نماز عید سے قبل قربانی ہو سکتی ہے۔ (در مختار)

ایام نحر میں قربانی کرنا قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ قربانی واجب ہے یا سنت، اور صدقہ کرنا تطوع ہے لہٰذا قربانی افضل ہوئی۔ اور وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کیے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ (عالمگیری)

منیٰ میں چونکہ عید کی نماز نہیں ہوتی لہٰذا وہاں جو قربانی کرنا چاہے، طلوعِ فجر کے بعد سے کر سکتا ہے۔ اس کے لیے وہی حکم ہے جو دیہات کا ہے۔ کسی

Marfat.com

شہر میں اگر فتنہ کی وجہ سے نماز عید نہ ہو تو یہاں دسویں کی طلوعِ فجر کے بعد قربانی ہو سکتی ہے۔ (درمختار)

یہ گمان تھا کہ آج عرفہ کا دن ہے اور کسی نے زوالِ آفتاب کے بعد قربانی کر لی۔ پھر معلوم ہوا کہ عرفہ کا دن نہ تھا بلکہ دسویں تاریخ تھی تو قربانی جائز ہو گئی۔ یونہی اگر دسویں کو نماز عید سے پہلے قربانی کر لی پھر معلوم ہوا کہ دسویں نہ تھی، بلکہ گیارہویں تھی تو اس کی بھی قربانی جائز ہو گئی۔ (عالمگیری)

ایام نحر گزر گئے اور جس پر قربانی واجب تھی اس نے نہیں کی ہے تو قربانی جاتی رہی اب نہیں ہو سکتی پھر اگر اس نے قربانی کا جانور معین کر رکھا ہے مثلاً معین جانور کی قربانی کی منت مان لی ہے وہ شخص غنی ہو یا فقیر، بہر صورت اسی معین جانور کو زندہ صدقہ کرے اور اگر ذبح کر ڈالا تو سارا گوشت صدقہ کرے۔ اس میں سے کچھ نہ کھائے اور اگر کچھ کھا لیا ہے تو جتنا کھایا ہے اس کی قیمت صدقہ کرے اور اگر ذبح کیے ہوئے جانور کی قیمت زندہ جانور سے کچھ کم ہے تو جتنی کمی ہے اسے بھی صدقہ کرے۔

اگر فقیر نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا ہے اور قربانی کے دن نکل گئے۔ تو چونکہ اس پر بھی اسی معین جانور کی قربانی واجب ہے لہذا اس جانور کو زندہ صدقہ کر دے اور اگر ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو منت میں مذکور ہوا۔ یہ حکم اس صورت میں کہ قربانی ہی کے لیے خریدا ہو۔ اور اگر اس کے پاس پہلے سے کوئی جانور تھا اور اس نے اس کی قربانی کرنے کی نیت کر لی یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اس پر قربانی واجب نہ ہوئی اور غنی نے قربانی کے لیے جانور خرید لیا ہے تو وہی جانور صدقہ کر دے اور ذبح کر ڈالا تو وہی حکم ہے جو مذکور ہوا۔ اور نہ خریدا ہو تو بکری کی قیمت صدقہ کرے (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

ایک شخص پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور وہ

Marfat.com

کسی وجہ سے قربانی نہیں کرسکا۔ اگر اس نے بکری وغیرہ خریدلی تھی تب تو اسی بکری کو زندہ خیرات کر دے اور نہ خریدی ہو تو ایک بکری کی قیمت بھر رقم خیرات کر دے۔

قربانی کے دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی اور جانور یا اس کی قیمت کو صدقہ بھی نہیں کیا یہاں تک کہ دوسری بقر عید آگئی۔ اب یہ چاہتا ہے کہ سال گزشتہ کی قربانی کی قضا اس سال کرے یہ نہیں ہوسکتا بلکہ اب بھی وہی حکم ہے کہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔

جس جانور کی قربانی واجب تھی، ایام نحر گزرنے کے بعد اسے بیچ ڈالا تو ثمن کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (عالمگیری)

کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اس کی طرف سے قربانی کردی جائے اور یہ نہیں بتایا کہ گائے یا بکری کس جانور کی قربانی کی جائے اور نہ قیمت بیان کی کہ اتنے کا جانور خرید کر قربانی کی جائے یہ وصیت جائز ہے اور بکری قربان کردینے سے وصیت پوری ہوگئی۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ میری طرف سے قربانی کردینا اور گائے یا بکری کا تعین نہ کیا اور قیمت بھی بیان نہیں کی تو یہ توکیل صحیح نہیں (عالمگیری)

قربانی کی منت مانی اور یہ تعین نہیں کیا کہ گائے کی قربانی کرے گا یا بکری کی، تو منت صحیح ہے بکری کی قربانی کردینا کافی ہے اور اگر بکری کی قربانی کی منت مانی تو اونٹ یا گائے قربانی کردینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔ منت کی قربانی میں سے کچھ نہ کھائے بلکہ سارا گوشت وغیرہ صدقہ کردے اور کچھ کھالیا تو جتنا کھایا اس کی قیمت صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

Marfat.com

قربانی کے مسنون آداب

شریعتِ مطہرہ میں قربانی کرنے سے قبل چند آداب بتائے گئے ہیں جو نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہیں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان آداب پر عمل کیا ہے۔ احادیث کے مطابق وہ مسنون آداب مندرجہ ذیل ہیں:

بال اور ناخن نہ کتروانا

قربانی کرنے والے کو چاہیئے کہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ کر قربانی کرنے تک اگر کوئی بال نہ کتروائے اور نہ ناخن کاٹے تو حاجیوں کی مشابہت کرنے کے باعث ثواب پائے گا۔ یہ حکم مستحب ہے۔ اگر قربانی نہ کرنے والا بھی ایسا ہی کرے تو ثواب پائے گا اور نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں۔ واللہ اعلم۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَاٰى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ فَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذُ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ حَتّٰى يُضَحِّيَ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بقر عید کا چاند دیکھے اور وہ قربانی کا ارادہ کرے تو اپنے بال اور ناخن نہ اتروائے۔

(ابن ماجہ)

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اُمَّ سَلَمَةَ

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ

Marfat.com

تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ ذِبْحٌ يَّذْبَحُهٗ فَاِذَا اَهَلَّ هِلَالُ ذِي الْحِجَّةِ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ شَيْئًا حَتّٰى يُضَحِّيَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس قربانی کا جانور ہو جسے وہ ذبح کرنا چاہتا ہے تو جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو اپنے بال نہ کتروائے اور نہ اپنے ناخن کاٹے یہاں تک کہ قربانی پیش کرے۔

(ابوداؤد)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يُقَلِّمْ مِنْ اَظْفَارِهٖ وَلَا يَحْلِقُ شَيْئًا مِّنْ شَعْرِهٖ فِي عَشْرِ الْاُوَلِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص قربانی کرنا چاہے وہ دس ذی الحجہ تک اپنے ناخن اور بال نہ کٹائے پھر دسویں تاریخ کو قربانی کے بعد حجامت بنوائے۔

(نسائی)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ فَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ بَشَرِهٖ شَيْئًا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب ذی الحجہ کے پہلے دس دن شروع ہوں، پھر تم میں سے کسی شخص کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو وہ اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ کتروائے۔ (نسائی)

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمَسُّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا بَشَرِهٖ شَيْئًا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب عشرہ ذی الحجہ شروع ہو جائے اور تم میں سے جو شخص قربانی کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَدَخَلَتْ اَيَّامُ الْعَشْرِ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا اَظْفَارِهٖ

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص قربانی کرنا چاہے، پھر ذی الحجہ کے دن آ جائیں تو وہ بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (نسائی)

اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا سُنّت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا کرتے تھے اس لیے اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْكَفَاَ اِلٰى كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو دنبوں کی جانب متوجہ ہوئے جو سینگوں والے اور چتکبرے تھے اور انھیں دستِ مبارک سے ذبح فرمایا۔ (بخاری)

حَدَّثَنَا اَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّيْ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صَفْحَتِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو دنبے ذبح فرمایا کرتے جو چتکبرے اور سینگوں والے ہوتے۔ آپ پیر مبارک ان کے پہلوؤں پہ رکھا کرتے اور اپنے دست مبارک سے ذبح فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

عیدگاہ میں ذبح کرنا سُنّت ہے

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے جانور کو عیدگاہ میں ذبح فرمایا کرتے تھے، اگر اونٹ ہوتا تو اسے بھی عیدگاہ میں نحر فرماتے۔ لہٰذا عیدگاہ میں ذبح کرنا سُنّت ہے۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَذْبَحُ اُضْحِیَّتَہٗ بِالْمُصَلّٰی وَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُہٗ ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے جانور کو عید گاہ میں ذبح فرمایا کرتے اور حضرت ابن عمرؓ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَخْبَرَہٗ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْبَحُ وَیَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰی

نافع کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح اور نحر عید گاہ میں کیا کرتے تھے۔

(بخاری شریف)

ذبح سے پہلے بسم اللہ اور تکبیر پڑھنا سنت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قربانی کا جانور ذبح فرماتے تو اس کے پہلوؤں پر اپنا قدم مبارک رکھتے پھر بسم اللہ پڑھتے۔ پھر تکبیر کہتے ہوئے جانور کے گلے پر چھری چلا کر ذبح فرما دیتے۔ اور ایسا ہی کرنا سنت ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَرَاَیْتُہٗ وَاضِعًا قَدَمَہٗ عَلٰی صِفَاحِہِمَا یُسَمِّیْ وَیُکَبِّرُ فَذَبَحَہُمَا بِیَدِہٖ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے دنبوں کی قربانی دی۔ پس میں نے دیکھا کہ آپ نے اپنا قدم مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا۔ بسم اللہ اور تکبیر پڑھی پھر اپنے دست اقدس سے دونوں کو ذبح فرمایا۔ (بخاری)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ فَذَبَحَہُمَا بِیَدِہٖ وَسَمّٰی وَکَبَّرَ وَوَضَعَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دنبے ذبح فرمائے جو چتکبرے اور سینگوں والے تھے آپ نے اس وقت بسم اللہ اور تکبیر پڑھی

Marfat.com

رِجْلَهٗ عَلٰی صِفَاحِهِمَا ۔

اور آپ نے اپنا پیر مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا۔ (بخاری شریف)

-:-

عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ شَهِدْتُ اَضْحٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ رَاٰى غَنَمًا قَدْ ذُبِحَتْ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَكَانَهَا وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ۔

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں بقر عید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ نے لوگوں کو عید کی نماز پڑھائی جب آپ فارغ ہو چکے تو آپ نے بکریوں کو دیکھا وہ ذبح ہو چکی تھیں۔ حضورؐ نے فرمایا جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کو ذبح کیا وہ دوسری بکری ذبح کرے۔ اور جس نے ذبح نہیں کیا، وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے۔ (نسائی)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ وَاضِعًا عَلٰی صِفَاحِهِمَا قَدَمَهٗ يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو کالے سفید اور سینگوں والے تھے اور آپ نے بسم اللہ اللہ اکبر فرمایا اور میں نے دیکھا کہ آپؐ ان دونوں کو اپنے دست اقدس سے ذبح فرماتے تھے اور آپ اپنا پاؤں ان کے پہلوؤں پہ رکھے ہوئے تھے۔ (نسائی)

ذبح کرنے کا سنت طریقہ

ذبح کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ قربانی کے ایام میں قربانی کے جانور کو قربانی کی نیت سے زمین پر لٹائیں اور اسے قبلہ رخ رکھیں، پھر تیز دھار والی

Marfat.com

چھری لیں اور قربانی کی دعا پڑھیں ۔ اس کے بعد بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اس جانور کے گلے پر چھری چلائیں ۔ جب اس کی شہ رگ کٹ جائے تو جانور کو ٹھنڈا ہونے دیں ۔ ذبح کے وقت جانور کو مضبوطی سے پکڑنا ضروری ہے ۔ اگر قربانی دینے والا خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے تو بہت بہتر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہی ہے کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے ذبح فرماتے تھے ۔ اگر کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کی جا رہی ہے تو قربانی دینے والے کا جانور کے پاس کھڑا ہونا بھی سنت ہے اگر خود ذبح نہ کر سکتا ہو تو دوسروں سے ذبح کرا لینا بھی درست ہے ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو مینڈھوں کی قربانی کی اور انھیں ذبح کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرتے ہوئے یہ دعا پڑھی :

"اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۔ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ ۔"

پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر مینڈھوں کی گردن پر چھری چلا کر ذبح کر دیا ۔ (سنن ابوداؤد ، ابن ماجہ)

اونٹوں کو نحر کرنا سنت ہے

اونٹ کو اپنے ہاتھ سے نحر کرنا سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے موقع پر اونٹوں کو خود نحر فرمایا ہے ۔ نحر سے مراد یہ ہے کہ اونٹ کھڑا کیا جائے اور اس کے پاؤں باندھ دیے جائیں تاکہ وہ بھاگ نہ سکے پھر تکبیر کہہ کر زور سے اس کے حلق پر نیزہ مارا جائے جس سے اس کے گلے سے

Marfat.com

خون کا فوارہ چھوٹ جائے گا ۔ تھوڑی دیر بعد جسم سے خون نکلنے کے باعث وہ زمین پر گر جائے گا ۔ اب اسے پہلو کے بل لٹا کر اس کی کھال اتاریں ۔ اگر کسی اونٹ کو نحر کی بجائے ذبح کر لیا جائے تو بھی قربانی درست ہو گی ۔ اونٹ کو نحر کرنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں :

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ بَعْضَ بُدْنِهٖ بِيَدِهٖ وَنَحَرَ بَعْضَهَا غَيْرُهٗ ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اونٹوں کو اپنے دست اقدس سے نحر فرمایا اور باقی اونٹوں کو ایک اور شخص (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے نحر فرمایا ۔ (نسائی شریف)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ يَوْمَ الْاَضْحٰى بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَقَدْ كَانَ اِذَا لَمْ يَنْحَرْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اونٹ کو نحر فرمایا اور جب بھی آپ نحر فرماتے تو عید گاہ میں ذبح فرماتے ۔ (نسائی شریف)

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ سَبْعَ بَدَنَاتٍ بِيَدِهٖ قِيَامًا وَضَحّٰى بِالْمَدِيْنَةِ بِكَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر کے سات اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے اور مدینہ منورہ میں دو مینڈھوں کی قربانی پیش کی جو سینگوں والے اور چتکبرے تھے ۔ (سنن ابوداؤد)

مقام سہولت پر ذبح کرنا بھی سنت ہے

عید گاہ کے علاوہ کسی اور مقام پر ذبح کر لینا

Marfat.com

سنت ہے یعنی جہاں ذبح کرنے کی سہولت موجود ہو وہاں ذبح کر لینا بھی درست ہے ۔ گھروں میں عموماً جانوروں کو ذبح کر کے دھوتے، کھال اتارنے وغیرہ کی سہولت ہوتی ہے اس لیے وہاں قربانی کرنا بھی بالکل درست ہے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ کے علاوہ بنو زریق کی گلی میں بھی قربانی کی تھی ۔

عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَبَحَ اُضْحِیَّتَہٗ عِنْدَ طَرْفِ الزُّقَاقِ طَرِیْقِ بَنِیْ زُرَیْقٍ بِیَدِہٖ بِشَفْرَۃٍ ۔

حضرت عمار بن سعد موذن رسول اللہ ﷺ سعد بن عمار ۔ سعد نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو زریق کی گلی میں اپنے ہاتھ سے اپنی قربانی کو ذبح کیا تھا ۔
(ابن ماجہ)

قربانی سے قبل جانور کا ملاحظہ کرنا

قربانی کی تکبیر پڑھنے سے قبل جانور کی آنکھوں کو غور سے دیکھیں کہ کہیں وہ اندھا تو نہیں ۔ ویسے ہی اس کے کانوں کا غور سے ملاحظہ کریں کہ وہ کہیں کان کٹا تو نہیں ۔ کیونکہ اندھے اور کان کٹے جانور کی قربانی نہیں ہوتی ۔ لہذا ذبح سے پہلے جانور کو غور سے دیکھنا بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں شامل ہے ۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھیں اور کان دیکھ کر قربانی کریں ۔ (ابن ماجہ)

Marfat.com

قربانی کا گوشت

قربانی کا گوشت اپنے استعمال میں لانا مستحب ہے بلکہ ضرورت کے مطابق پکا کر اس میں سے کھانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ شریعت مطہرہ کے مطابق بہتر تو یہ ہے کہ جب قربانی کریں تو اس گوشت کے تین حصے کریں۔ ایک حصہ فقراء غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیں، ایک حصہ اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب کو دے دیں اور ایک حصہ گھر میں رکھ لیں جس سے گھر والے کھائیں۔ تمام گوشت تقسیم کر دینا بھی جائز ہے اور سارا گوشت گھر میں رکھ لینا بھی جائز ہے۔ مگر اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ جس شخص کے اہل و عیال زیادہ ہوں اور وہ زیادہ مالدار نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ سارا گوشت اپنے بال بچوں کے استعمال میں لے آئے۔ اور جو صاحبِ ثروت ہو اسے چاہیئے کہ مندرجہ بالا تین حصوں کے طریقے پر عمل کرے۔

اگر کوئی میت کی طرف سے قربانی کرے تو اس گوشت کی تقسیم کا وہی حکم ہے کہ خود کھائے، دوست احباب کو دے، فقیروں کو دے۔ یہ ضروری نہیں کہ سارا گوشت اہل ضرورت میں تقسیم کرے۔ کیونکہ قربانی کا سارا گوشت اسی کی ملکیت میں ہے لہٰذا وہ اسے استعمال میں لانے کا مکمل طور پر مجاز ہے۔ اور اگر میت نے کہہ دیا تھا کہ میری طرف سے قربانی کر دینا تو پھر اس وصیت کے مطابق اس گوشت کو اپنے استعمال میں نہ لائے بلکہ سارے کا سارا گوشت اہلِ ضرورت میں تقسیم کر دے۔

قربانی کے گوشت کو فروخت کرنا جائز نہیں بلکہ اس کا فروخت کرنا حرام ہے حج کے موقع پر چونکہ ہر حاجی قربانی کرتا ہے اس لیے وہاں گوشت ضرورت سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے گوشت کو کسی طریقے سے محفوظ کر کے ایسے لوگوں میں پہنچا دینا چاہیئے جہاں قربانی کے گوشت کو استعمال میں لانے والے اہلِ ضرورت

Marfat.com

موجود ہوں۔ ایسے ہی بعض بڑے شہروں میں ایسے علاقے اور محلے ہوتے ہیں جہاں ہر کوئی قربانی کرتا ہے مگر لینے والے کم ہوتے ہیں تو وہاں کے لوگوں کو بھی چاہیئے کہ تقسیم کے لیے گوشت کو ایسے علاقوں میں پہنچا دیں جہاں ضرورت مند ہوں اور وہاں قربانی کم ہوتی ہو۔

اسلام کے ابتدائی ایام میں قربانی کے گوشت کو تین دن سے زائد رکھنے پر پابندی تھی مگر بعد ازاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم منسوخ کر دیا۔ اور مسلمانوں کو عام اجازت دے دی کہ قربانی کا گوشت جتنے دن چاہیں رکھ کر کھا سکتے ہیں۔

قربانی کے گوشت کو استعمال میں لانے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّمَا نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ لِجُهْدِ النَّاسِ ثُمَّ رَخَّصَ فِیْهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی تنگی کے باعث قربانی کا گوشت رکھنے سے منع فرمایا تھا، پھر بعد میں اس کی اجازت دے دی۔ (ابن ماجہ)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلٰثٍ ثُمَّ قَالَ کُلُوْا وَ تَزَوَّدُوْا وَ ادَّخِرُوْا ؕ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع فرمایا تھا، پھر فرمایا کھاؤ اور سفر کا توشہ کرو اور تم رکھ سکتے ہو۔ (نسائی شریف)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کُنَّا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

نَتَزَوَّدُ لُحُومَ الْأَضَاحِيِّ عَلَىٰ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَقَالَ غَيْرَ مَرَّةٍ لُحُومَ الْهَدْيِ ۞

عہد مبارک میں قربانیوں کا گوشت مدینہ منورہ واپس پہنچنے تک کے لیے جمع کر لیا کرتے تھے۔ کئی مرتبہ انھوں نے لحوم الاضاحی کی جگہ لحوم الہدی کہا۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَىٰ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ إِمْسَاكِ الْأُضْحِيَّةِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ قَالَ كُلُوا وَأَطْعِمُوا ۞

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع فرمایا، بعدازاں فرمایا جب تک چاہو کھاؤ اور کھلاؤ۔

(نسائی شریف)

عَنْ عَابِسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ لُحُومِ الْأَضَاحِيِّ قَالَتْ كُنَّا نَخْبَأُ الْكُرَاعَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا ثُمَّ يَأْكُلُ ۞

حضرت عابس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قربانیوں کے گوشت کے متعلق دریافت کیا، آپ نے فرمایا ہم ایک ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پایہ محفوظ رکھ لیتے تھے۔ پھر آپ اسے تناول فرماتے۔ (نسائی شریف)

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحَّىٰ مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَفِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے روز کی صبح اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہیں ہونا چاہیے۔ جب اگلا سال آیا تو لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! کیا ہم اسی

Marfat.com

نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِيْ قَالَ كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا۔

طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ ارشاد فرمایا کہ کھاؤ، کھلاؤ اور جمع بھی کر لو کیونکہ وہ سال لوگوں پر تنگی کا تھا تو میرا ارادہ ہوا کہ اس میں تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(بخاری شریف)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَتَ الْاَضْحٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَ ادَّخِرُوْا ثَلٰثًا فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ اَضَاحِيْهِمْ يَجْمُلُوْنَ مِنْهُ الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِيَةَ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الَّذِيْ نَهَيْتَنَا مِنْ اِمْسَاكِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ قَالَ اِنَّمَا نَهَيْتُ لِلدَّافَّةِ الَّتِيْ دَفَّتْ كُلُوْا وَ ادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا ؛

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دفعہ عید الاضحیٰ کے موقع پر محتاجوں کا جھنڈ مدینہ منورہ میں آ گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین دن تک قربانیوں کا گوشت کھاؤ اور رکھو (تاکہ لوگ خیرات و صدقات کریں اور اس طرح محتاجوں کا پیٹ بھرے) اس کے بعد لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لوگ اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی چربی جمع کر کے رکھتے ہیں۔ اس کی کھالوں سے مشکیں بناتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اب کیا ہوتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے قربانیوں کا گوشت رکھ چھوڑنے سے منع کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو ان محتاجوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو امڈ آتے تھے، کھاؤ، رکھ چھوڑو اور صدقہ کرو۔ (نسائی شریف)

۔۔۔۔۔۔

Marfat.com

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ مِنْ کُلِّ جَزُوْرٍ بُضْعَۃً فَجُعِلَتْ فِی الْقِدْرِ فَاَکَلُوْا مِنَ اللَّحْمِ وَحَسَوْا مِنَ الْمَرَقِ۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اونٹ کا تھوڑا تھوڑا گوشت لیا اور اسے ہانڈی میں ڈالا سب لوگوں نے اسے کھایا اور اس کا شوربا پیا (ابن ماجہ)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ فَوْقَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ فَقَدِمَ قَتَادَۃُ بْنُ النُّعْمَانِ وَکَانَ اَخَا اَبِیْ سَعِیْدٍ لِاُمِّہٖ وَکَانَ بَدْرِیًّا فَقَدَّمُوْا اِلَیْہِ فَقَالَ اَلَیْسَ قَدْ نَھٰی عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ اِنَّہٗ قَدْ حَدَثَ فِیْہِ اَمْرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھَانَا اَنْ نَّاْکُلَہٗ فَوْقَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَّاْکُلَہٗ وَنَدَّخِرَہٗ ؛

سیدنا حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابوسعید کے اخیافی بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سفر سے واپس تشریف لائے اور وہ بدر کی لڑائی میں موجود تھے۔ لوگوں نے آپ کے سامنے قربانی کا گوشت رکھا تو انھوں نے دریافت کیا، کیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا؛ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے متعلق ایک اور تازہ حکم نازل ہوا ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع فرمایا تھا۔ بعدازاں کھانے اور رکھ چھوڑنے کی اجازت بخشی۔ (نسائی)

عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ لُحُوْمِ

سیدنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو منع کیا تھا کہ تم قربانیوں کا

Marfat.com

الْاَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلٰثٍ وَّعَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ وَّعَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ مَا بَدَا لَكُمْ وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا وَمَنْ اَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُوْرِ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ وَاشْرَبُوْا وَاتَّقُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ۔

گوشت تین روز کے بعد نہ کھاؤ۔ نیز یہ کہ مشکیزے کے سوا دوسرے برتنوں میں نبیذ نہ بناؤ اور قبروں کی زیارت سے۔ لیکن اب جب تک چاہو قربانیوں کا گوشت کھاؤ۔ اور سفر کے لیے توشہ کرو اور رکھ چھوڑو۔ اور جو شخص چاہے قبروں کی زیارت کرے۔ کیونکہ قبروں کی زیارت سے آخرت یاد آتی ہے اور ہر برتن میں پیو لیکن نشہ لانے والی شراب سے بچو۔ (نسائی شریف)

٭

عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ دَفَّ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادَّخِرُوا الثُّلُثَ وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِيَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ ضَحَايَاهُمْ وَيَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا

عمرہ بنت عبدالرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا دیہات کے رہنے والے عید الضحیٰ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صرف تین دن کے لیے رکھ لو اور باقی راہِ خدا میں بانٹ دو۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! پہلے لوگ اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھایا کرتے تھے کہ ان کی چربی اٹھا رکھتے اور ان سے مشکیں بنا لیا کرتے تھے، تو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کیا ہو گیا؟ لوگ عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! آپ نے قربانی کا گوشت تین دن

Marfat.com

اَلدَّافَّةِ الَّتِيْ دَفَّتْ عَلَيْكُمْ فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا ؛

الاَسْقِيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ اَوْ كَمَا قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهَيْتَ عَنْ اِمْسَاكِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ اَجْلِ

سے زیادہ رکھنے سے منع فرما دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تمھیں ان غریبوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو دیہات سے تمھارے پاس آ گئے تھے . . . . لہذا اب کھاؤ اور صدقہ کرو اور جمع کر لیا کرو۔

(ابوداؤد)

Marfat.com

قربانی کے جانوروں کے مسائل

قربانی کے جانوروں کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث ہیں۔ جن کے مطابق اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بھیڑ بکرا، بکری قربانی کے جانور ہیں۔ ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں یہ جانور جن علاقوں میں زیادہ پائے جاتے ہیں ان کے ہاں اس جانور کی قربانی دینا سہولت کے قریب تر ہے مثلاً ہند و پاک میں بکرا اور دنبہ عموماً اونٹ یا گائے سے سستا مل جاتا ہے اور آسانی سے مل جاتا ہے لہٰذا یہاں ایسے جانوروں کی قربانی آسانی سے دی جا سکتی ہے اور جن علاقوں میں اونٹ زیادہ ہوں وہاں اونٹ کی قربانی دینا بہتر ہے، بہر کیف مقصد یہ ہے کہ جو جانور میسر آئے اس کی قربانی کی جائے کیونکہ احادیث سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں عید قربان کے موقع پر اونٹ، گائے اور بکروں کی قربانی کی۔

بکرے اور دنبے کی قربانی

قربانی کے جانوروں میں بکرے اور دنبے کا شمار ہوتا ہے جس کی قربانی بہت مناسب تصور کی جاتی ہے۔ ایک جانور کی قربانی ایک آدمی ہی کی طرف سے ہوگی بکرے اور دنبے میں ایک سے زائد حصہ دار شامل نہیں ہو سکتے اس کے متعلق

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث درج ذیل ہیں :

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا فَقَسَمَهَا عَلٰى اَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ ۔

عقبہ بن عامر الجہنی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں قربانی کی بکریاں عنایت فرمائیں انھوں نے لوگوں میں تقسیم کردیں اور عقبہ کے لیے ایک سالہ بچہ رہ گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم وہی قربان کرو۔
(ابن ماجہ)

عَنْ يُوْنُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ ابْنِ حُلْبَسٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ اَبِيْ سَعِيْدٍ الزُّرَقِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى شِرَاءِ الضَّحَايَا قَالَ يُوْنُسُ فَاَشَارَ اَبُوْسَعِيْدٍ اِلٰى كَبْشٍ اَدْغَمَ لَيْسَ بِالْمُرْتَفِعِ وَلَا الْمُتَّضِعِ فِيْ جِسْمِهٖ فَقَالَ لِي اشْتَرِلِيْ هٰذَا كَاَنَّهٗ شَبَّهَهٗ بِكَبْشِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

یونس بن میسرہ بن حلبس کہتے ہیں کہ میں ابوسعید الزرقی کے ساتھ جو حضورؐ کے صحابی تھے، قربانی خریدنے کے لیے چلا ابوسعید نے ایک مینڈھے کی جانب اشارہ کیا جس کی ٹھوڑی اور پیٹھ پر سفیدی تھی اور باقی سیاہ تھا، مجھ سے فرمایا یہ میرے لیے خریدلو۔ یہ شاید انھوں نے اس لیے فرمایا کہ یہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مینڈھے کی مانند تھا۔ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربان کیا تھا۔
(ابن ماجہ)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک سال سے کم عمر کی بکری قربان نہ کرو، اگر وہ نہ ملے تو بھیڑ جو ایک سالہ کے برابر ہو، ذبح

Marfat.com

جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ۔

کرو۔ (ابن ماجہ)

حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ بِلَالٍ بِنْتِ هِلَالٍ عَنْ أَبِيْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجُوْزُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ أُضْحِيَةً۔

ام بلال بنت ہلال، ہلال کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بھیڑ جو ایک سال کے برابر ہو قربانی میں جائز ہے۔

(ابن ماجہ)

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ الْكَفَنِ الْحُلَّةُ وَخَيْرُ الضَّحَايَا الْكَبْشُ الْأَقْرَنُ۔

ابوامامہ باہلی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے بہترین کفن حلہ ہے اور سب سے اچھی قربانی سینگوں والا مینڈھا ہے۔

(ابن ماجہ)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ جَذَعَةٌ قَالَ ضَحِّ بِهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے تو عقبہ کے حصے میں (ایک برس کا) بکرا آیا پس میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے حصے میں تو (ایک سالہ) بکرا آیا ہے۔ فرمایا کہ اسی کی قربانی کر دو۔ (بخاری)

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهٗ مُجَاشِعٌ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ

عاصم بن کلیب، کلیب کہتے ہیں کہ ہم ایک صحابی کے ساتھ جن کا نام مجاشع سلمی تھا، سفر میں تھے۔ اس وقت بکریوں کی کمی واقع ہو گئی۔ انھوں نے منادی کو حکم دیا یہ اعلان کر دو کہ نبی کریم

Marfat.com

فَعَزَّتِ الْغَنَمُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّيْ مِمَّا تُوَفِّيْ مِنْهُ الثَّنِيَّةُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بکری کا دو سالہ بچہ نہ ملے تو ایک سالہ کے برابر بھیڑ کافی ہے۔

(ابن ماجہ)

-:-

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَاهُ غَنَمًا يُقَسِّمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ضَحِّ أَنْتَ بِهِ۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک بکری عطا فرمائی جبکہ آپ اپنے اصحابؓ کے درمیان قربانی کے جانور تقسیم فرما رہے تھے آخر کار یک سالہ ایک بکرا بچ رہا تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسی کی قربانی دے دو۔ (بخاری)

-:-

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ مَنْ صَلّٰى صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَقَامَ أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ دِيْنَارٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَعَلْتُهُ۔ فَقَالَ هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ قَالَ فَإِنَّ عِنْدِيْ جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِّنْ مُّسِنَّتَيْنِ

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنے کے بعد فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہمارے قبلے کی جانب منہ کیا وہ قربانی ذبح نہ کرے مگر نماز سے لوٹ کر۔ پس ابو بردہ بن دینارؓ کھڑے ہو گئے اور عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! میں ایسا کر چکا۔ ارشاد فرمایا یہ تم نے عجلت سے کام لیا۔ عرض گزار ہوئے کہ میرے پاس ایک چھ ماہ کا بچہ ہے، جو

Marfat.com

اَذْبَحُهَا قَالَ نَعَمْ ثُمَّ لَا تَجْزِيْ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ قَالَ عَامِرٌ هِيَ خَيْرُ نَسِيْكَتَيْهِ ۔

سال کے دو بچوں سے بہتر ہے کیا اسے ذبح کردوں؟ فرمایا ہاں! لیکن تمھارے بعد یہ بات کسی دوسرے کو کافی نہیں ہوگی عامر کا قول ہے کہ یہ قربانی ان کی اچھی رہی (بخاری)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَقْرَنَ فَحِیْلٍ یَمْشِیْ فِیْ سَوَادٍ یَاْکُلُ فِیْ سَوَادٍ وَّیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ ۔

حضرت ابو سعید خدری رض راوی ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے موٹے تازے اور سیاہ آنکھوں اور سیاہ پاؤں والے مینڈھے کی قربانی فرمائی ۔ (نسائی)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اَضْحٰی وَ انْکَفَاَ اِلٰی کَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَذَبَحَهُمَا مُخْتَصَرٌ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کے روز ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر آپ دو سفید مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں ذبح فرمایا (یہ روایت مختصراً مروی ہے) (نسائی)

عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ ثُمَّ انْصَرَفَ كَاَنَّهٗ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ اِلٰى كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَاِلٰى جُزَيْعَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَيْنَنَا

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن دو سفید مینڈھوں کی طرف تشریف لے گئے اور انھیں ذبح فرمایا۔ پھر بکریوں کی طرف تشریف لائے اور انھیں ہم میں تقسیم فرمایا۔ (نسائی)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰی

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِکَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ اَقْرَنَیْنِ وَیُکَبِّرُ وَیُسَمِّیْ وَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَذْبَحُھُمَا بِیَدِہٖ وَاضِعًا عَلٰی صِفَاحِھِمَا قَدَمَہٗ۔ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَہٗ؟ قَالَ نَعَمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی کی جو کالے سفید اور سینگوں والے تھے اور آپ نے بسم اللہ اللہ اکبر فرمایا۔ اور میں نے دیکھا کہ آپؐ ان دونوں کو اپنے دست اقدس سے ذبح فرماتے تھے۔ اور آپ اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھے ہوئے تھے۔ حضرت شعبہؓ نے فرمایا کہ میں نے قتادہؓ سے دریافت کیا، کیا آپ نے یہ حدیث مبارکہ حضرت انسؓ سے سنی؟ انھوں نے فرمایا ہاں!

(نسائی)

⁂

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُضَحِّیْ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ فَحِیْلٍ یَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ وَّیَاْکُلُ فِیْ سَوَادٍ وَّیَمْشِیْ فِیْ سَوَادٍ۔

حضرت جعفرؓ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سینگوں والا مینڈھا قربانی کیا کرتے تھے۔ جو سیاہ آنکھوں سے دیکھتا، سیاہ منہ سے کھاتا اور سیاہ ٹانگوں سے چلتا تھا۔

(ابوداؤد)

جس جانور کے پیدائشی طور پر کان نہیں ہیں یا ہیں تو بہت ہی چھوٹے ہیں اس کی قربانی درست ہے۔

خصی بکرے اور مینڈھے کی قربانی درست ہے۔ خصی ہونا عیب نہیں ہے بلکہ جانور کو فربہ کرنے کا ایک سبب ہے۔ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خصی دنبے کی قربانی کی ہے۔

گائے اور بکری اگر حاملہ ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے اگر بچہ زندہ برآمد ہو

Marfat.com

تو اس کو بھی ذبح کر لینا چاہیئے۔

گائے اور اُونٹ کی قربانی

گائے اور اونٹ کی قربانی کرنا بھی سنت ہے۔ بیل بھینس اور بھینسا گائے کے زمرے میں آتے ہیں۔ غرضیکہ ان جانوروں کے نر اور مادہ، خصّی اور غیر خصّی کا قربان کرنا جائز ہے۔ گائے اور اونٹ کی قربانی کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّ الْجَزُوْرَ عَنْ سَبْعَةٍ نَشْتَرِكُ فِيْهَا ؞

عطاءؒ سے روایت ہے کہ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ فائدہ حاصل کرتے کہ گائے ذبح کرتے سات آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ ذبح کرتے سات آدمیوں کی طرف سے۔ جس میں سب شریک ہو جاتے۔ (ابوداؤد)

عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ الْبُدْنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ ؞

ابوالزبیر مکی سے روایت ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نے حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ نحر کیا سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے ذبح کی سات آدمیوں کی طرف سے۔

(ابوداؤد)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَلَّتِ الْاِبِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضورؐ کے زمانہ میں ایک مرتبہ اونٹوں کی کمی ہو گئی۔

Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَھُمْ اَنْ یَّنْحَرُوا الْاِبِلَ عَنْ سَبْعَۃٍ ؁

آپ نے سات اشخاص کی جانب سے اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا۔

(ابن ماجہ)

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَۃَ عَنْ سَبْعَۃٍ وَّ نَشْتَرِكُ فِیْھَا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کرتے تھے تو ہم سات آدمیوں کی طرف سے گائے ذبح کرتے اور اس میں شامل ہو جاتے۔ (نسائی)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ عَلَیَّ بَدَنَۃً وَّاَنَا مُوْسِرٌ وَّلَا اَجِدُھَا فَاَشْتَرِیَھَا فَاَمَرَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبْتَاعَ سَبْعَ شِیَاہٍ فَیَذْبَحُھُنَّ ؁

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ذمے ایک اونٹ ہے اور میں اونٹ خریدنے کی قوت رکھتا ہوں لیکن بازار میں اونٹ نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا کہ سات بکریاں خرید کر انھیں ذبح کردو۔

(ابن ماجہ)

گائے، بھینس اور اونٹ میں سات حصے ہو سکتے ہیں، سات سے زائد نہیں۔ مگر اس کے لیے دو شرطیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ہر حصے دار کی نیت قربانی کی ہو گوشت حاصل کرنے کی نیت نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ ہر حصے دار کا حصہ ٹھیک ⅐ ہو، اس سے کم کا حصے دار نہ ہو۔ ان دو شرطوں میں سے کوئی بھی شرط پوری نہ ہوئی تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہو گی۔

گائے، بھینس کی قربانی میں ایک یا ایک سے زائد افراد کے حصے از خود ہی تجویز کرکے قربانی کر لی اور ان افراد کی مرضی اور اجازت نہیں لی تو یہ قربانی

Marfat.com

صحیح نہیں ہے۔ جن لوگوں کے بھی حصے رکھے جائیں، یہ نہیں کہ از خود حصے دار تجویز کر کے قربانی تو پہلے کر لی جائے اور حصے داروں کی مرضی اور اجازت بعد میں حاصل کی جائے۔ بلکہ ان کے کہنے سے رکھے جائیں۔

ایک شخص نے گائے خریدی اور ارادہ یہ ہے کہ دوسروں کو شریک کر کے قربانی کر لیں گے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت پوری گائے اپنے ہی لیے خریدی پھر بعد میں دوسروں کو شریک کرنے کا ارادہ کر لیا تو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ بہتر یہی ہے، کہ ایسی صورت میں اپنے پہلے ارادے کے مطابق پورا جانور اپنی طرف سے ہی کرے لیکن دوسروں کو شریک کرنا ہی چاہے تو خوشحال آدمی کو شریک کرے جس پر قربانی واجب ہو۔ اگر کسی ایسے شخص کو شریک کر لیا جس پر قربانی واجب نہیں ہے تو درست نہیں۔

گائے، بھینس، اونٹ میں سات افراد سے کم بھی شریک ہو سکتے ہیں مثلاً کوئی دو، چار یا کم و بیش حصے لے۔ مگر اس میں بھی یہ شرط ضروری ہے کہ کوئی حصے دار ساتویں حصے سے کم کا شریک نہ ہو، ورنہ کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

گائے، بھینس وغیرہ کی قربانی میں کئی افراد شریک ہوں تو گوشت کی تقسیم اندازے سے نہ کریں بلکہ سری، پائے اور گردہ کلیجی وغیرہ سب کو شامل کر کے سات حصے بنائیں اور پھر جس کے جتنے حصے ہوں اس کو حساب سے دیدیں۔

جانوروں کی عمریں

مسنہ وہ جانور جس کی عمر قربانی تک پہنچ گئی ہو۔ اونٹ کی عمر پانچ برس ہو چکی ہو اور چھٹا برس شروع ہو چکا ہو۔ گائے یا بیل کو دو برس مکمل ہو چکے ہوں اور تیسرا سال شروع ہو۔ اسی طرح بھیڑ بکری میں ایک سال پورا ہو چکا ہو اور دوسرا سال شروع ہونے والا ہو۔ جذعہ وہ بھیڑ جس پر ایک سال نہ گزرا ہو مگر وہ دیکھنے پر

Marfat.com

ایک سال کی معلوم ہوتی ہو۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّاْنِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قربانی نہ کرو مگر مسنّہ کی۔ البتہ اگر تمھارے لیے مسنہ کی قربانی مشکل ہو تو بھیڑ میں سے جذعہ کی قربانی کرو۔

(نسائی شریف)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يَّعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّاْنِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ ذبح کرو مگر مسنہ کو۔ ماسوائے اس کے کہ میسر نہ آئے تو اس صورت میں بھیڑ دنبوں سے جذعہ کو ذبح کر لیا کرو۔ (ابوداؤد)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ ضَحَايَا۔ فَصَارَتْ لِيْ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ لِيْ جَذَعَةٌ فَقَالَ ضَحِّ بِهَا۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اپنی قربانیاں تقسیم فرمائیں اور میرے حصے میں ایک جذعہ آیا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے حصے میں تو ایک جذعہ آیا۔ آپ نے فرمایا اس کی ہی قربانی کرو۔ (نسائی شریف)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ کے دن ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کیا ہو تو وہ پھر ذبح کرے۔ ایک شخص

Marfat.com

فَلْيُعِدْ - فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ فَذَكَرَ هَنَةً مِّنْ جِيْرَانِهٖ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهٗ قَالَ عِنْدِيْ جَذَعَةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتْ رُخْصَتُهٗ مَنْ سِوَاهُ اَمْ لَا

ثُمَّ انْكَفَأَ اِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا۔

نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں ہر ایک کو گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اس شخص نے اپنے پڑوسیوں کی محتاجی کا حال بیان کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سچا سمجھا۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس ایک جذعہ ہے۔ جو مجھے دو بکریوں کے گوشت سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ نے اسے قربانی کے لیے ذبح کرنے کی اجازت دے دی۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ اجازت دوسروں کے لیے بھی تھی یا نہیں۔ بعد ازاں آپ دوسرے مینڈھوں کی طرف تشریف لے گئے اور انھیں ذبح فرمایا۔ (نسائی شریف)

عَنْ رَجُلٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ قَبْلَ الْاَضْحٰى بِيَوْمَيْنِ يُعْطِي الْجَذَعَتَيْنِ بِالثَّنِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَذَعَةَ تُجْزِيْ مَا تُجْزِئُ مِنْهُ الثَّنِيَّةُ۔

حضور کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے تو ہم بقر عید سے پہلے دو جذعے دے کر ایک مسنہ لینے لگے (تاکہ قربانی کریں) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جگہ جذعہ بھی کافی ہے جہاں مسنہ کافی ہے۔

(نسائی شریف)

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰى فَجَعَلَ الرَّجُلُ

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے سنا آپ نے فرمایا کہ ہم سفر میں تھے کہ عید الضحیٰ آگئی تو ہم میں سے کوئی

Marfat.com

مِمَّا يَعْتَرِي الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَنَا رَجُلٌ مِّنْ مُزَيْنَةَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ هٰذَا الْيَوْمُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطْلُبُ الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلٰثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّيْ مِمَّا يُوَفِّيْ مِنْهُ الثَّنِيُّ ۔

ایک دو یا تین جذعے دے کر مستے خریدنے لگا (تاکہ قربانی کرے) قبیلہ بنو مزینہ سے ایک شخص کھڑا ہوا۔ وہ شخص بولا کہ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، تو یہی دن آیا۔ پھر ہم میں سے کوئی شخص دو یا تین جذعے دے کر مستہ لینے لگا آپ نے فرمایا کہ اس کام میں جذعہ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ جس میں مستہ استعمال ہو سکتا ہے۔ (نسائی شریف)

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَصْحَابِهٖ ضَحَايَا فَاَعْطَانِيْ عَتُوْدًا جَذَعًا قَالَ فَرَجَعْتُ بِهٖ اِلَيْهِ فَقُلْتُ اِنَّهٗ جَذَعٌ قَالَ ضَحِّ بِهٖ فَضَحَّيْتُ بِهٖ ۔

حضرت سعید بن مسیب رض سے روایت ہے کہ حضرت زید بن خالد الجہنی رض نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں قربانی کے جانور تقسیم فرمائے تو مجھے جذعہ یعنی بکری کا ایک سالہ بچہ عطا فرمایا۔ میں اسے لے کر واپس حاضر بارگاہ ہوا۔ اور عرض کی کہ یہ تو ایک سالہ ہے۔ فرمایا اسی کی قربانی کردو۔ تو میں نے اسی کی قربانی پیش کر دی۔ (ابوداؤد)

عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ

حضرت عاصم بن کلیب رض کے والد ماجد نے فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کے ساتھ تھے جنہیں مجاشع کہا جاتا تھا اور وہ بنی سلیم سے تھے۔ ایک دفعہ

Marfat.com

لَهٗ مُجَاشِعُ مِنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ تَعَزَّزَتِ الْغَنَمُ فَاَمَرَ مُنَادِیًا فَنَادٰی اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ الْجَذَعَ یُوْفِیْ مِمَّا یُوْفِیْ مِنْہُ الثَّنِیُّ ؕ

بکریوں کی گرانی کے موقع پر انھوں نے منادی کو ندا کرنے کا حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے کہ ایک سالہ بچہ بھی کفایت کرتا ہے جس سے دو سالہ بچہ بھی کفایت کرے

(ابوداؤد)

ان احادیث میں مسنّہ یا جذعہ کا جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ کسی خاص جانور کا نام نہیں بلکہ یہ لفظ قربانی کے مختلف نوعیت کے جانوروں کی عمر کے سلسلے میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مسنہ سے مراد پانچ سال کا اونٹ ہے۔ گائے، بیل، بھینس میں مسنّہ اسے کہتے ہیں جس کی عمر دو سال کی پوری ہوگئی ہو۔ بکرے، دنبے اور بھیڑ میں مسنہ سال بھر کے جانور کو کہا جاتا ہے۔ ان مذکور عمروں سے کم عمر جانور کو جذعہ کہا جائے گا۔ اونٹ اور گائے کے ذمرے میں آنے والے جانوروں کا مسنہ ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ یا دنبے کا وہ بچہ جو سال سے کم ہو لیکن اتنا فربہ ہو کہ وہ دیکھنے میں مسنّہ نظر آتا ہو تو اس کی قربانی درست ہوگی۔

وہ جانور جن کی قربانی جائز نہیں

قربانی کے جانور کا بے عیب ہونا ضروری ہے کیونکہ قربانی کے جانور کا جسمانی طور پر صحیح سلامت ہونا اور ہر لحاظ سے تندرست ہونا شرعی نقطہ نظر سے ازحد ضروری ہے۔ لہٰذا قربانی کے وہ جانور جن کی قربانی شرعاً جائز ہے اگر ان کے جسم میں کوئی بڑا نقص ہو جس سے جانور کی حیثیت میں فرق محسوس ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز نہ ہوگی۔ جیسا کہ بکرا، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، اونٹ، بھیڑ وغیرہ، اگر آنکھوں سے کانے یا بالکل اندھے یا ٹانگوں سے معذور یا کان کٹے یا کسی

Marfat.com

اور طرح سے جسمانی طور پر مفلوج ہو تو اس کی قربانی نہیں ہوگی۔ وہ جانور جن کی قربانی احادیث کے مطابق جائز نہیں ان کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات حسب ذیل ہیں:

ٹوٹے سینگوں والے جانور کی ممانعت

جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نکلے ہی نہ ہوں یا نکلے ہوں مگر کچھ حصہ ٹوٹ گیا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ البتہ جس جانور کے سینگ بالکل جڑ سے ہی ٹوٹ گئے ہوں اس کی قربانی جائز نہیں۔

جس جانور کے دانت بالکل ہی نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر چند دانت گرے ہوں باقی زیادہ دانت موجود ہوں تو اس کی قربانی درست ہے۔

حُمَیْدَۃُ بْنُ مَسْعَدَۃَ ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ ذَکَرَ اَنَّہٗ سَمِعَ جُرَیَّ بْنَ کُلَیْبٍ یُحَدِّثُ اَنَّہٗ سَمِعَ عَلِیًّا یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی اَنْ یُّضَحّٰی بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ۔

حمید بن مسعدہ، خالد بن الحارث، سعید، قتادہ، جری بن کلیب سے، کہ حضرت علی رض نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹوٹے ہوئے سینگ اور کان کٹے جانور کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔

(ابن ماجہ)

اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مُوْسَی الرَّازِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا ح وَحَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ بَحْرٍ نَا عِیْسَی الْمَعْنٰی عَنْ ثَوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ حُمَیْدٍ الرُّعَیْنِیُّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَزِیْدُ ذُوْ مِصْرٍ

ابراہیم بن موسیٰ رازی، علی بن بحر، عیسیٰ ثور ابو حمید رعینی یزید کا بیان ہے کہ میں عتبہ بن عبد سلمی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اے ابوالولید! میں قربانی کا جانور تلاش کرنے کے لیے

Marfat.com

قَالَ اَتَيْتُ عُتْبَةَ ابْنَ عَبْدِ السُّلَمِيَّ فَقُلْتُ يَا اَبَا الْوَلِيْدِ اِنِّي خَرَجْتُ اَلْتَمِسُ الضَّحَايَا فَلَمْ اَجِدْ شَيْئًا يُعْجِبُنِي غَيْرَ ثَرْمَاءَ فَكَرِهْتُهَا فَمَا تَقُوْلُ فَقَالَ اَفَلَا جِئْتَنِي بِهَا قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَجُوْزُ عَنْكَ وَلَا تَجُوْزُ عَنِّي قَالَ نَعَمْ اِنَّكَ تَشُكُّ وَلَا اَشُكُّ اِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُصْفَرَّةِ وَالْمُسْتَاصِلَةِ وَالْبَخْقَاءِ وَالْمُشَيَّعَةِ وَالْكَسْرَاءِ فَالْمُصْفَرَّةُ الَّتِي تَسْتَاصِلُ اُذُنُهَا حَتّٰى يَبْدُوَ صِمَاخُهَا وَالْمُسْتَاصِلَةُ الَّتِي يَسْتَاصِلُ قَرْنُهَا مِنْ اَصْلِهِ وَالْبَخْقَاءُ الَّتِي تَبْخَقُ عَيْنُهَا وَالْمُشَيَّعَةُ الَّتِي لَا تَتْبَعُ الْغَنَمَ عَجْفًا وَضَعْفًا وَالْكَسْرَاءُ الْكَسِيْرَةُ ۔

نکلا تو مجھے کوئی پسند نہ آیا سوائے اس کے جس کا ایک دانت ٹوٹا ہوا ہے جسے میں ناپسند کرتا ہوں تو آپ کیا فرماتے ہیں؛ فرمایا کہ تم اسے میرے لیے کیوں نہ لائے میں نے کہا سبحان اللہ! آپ کے لیے جائز اور میرے لیے جائز نہیں؟ فرمایا ہاں کیونکہ تم شک کرتے ہو اور میں شک نہیں کرتا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مصفرہ، مستاصلہ، بخقاء، مشیعہ اور کسراء سے منع فرمایا ہے۔ مصفرہ وہ ہے جس کا کان اتنا کٹ جائے کہ کان کا سوراخ کھل جائے، مستاصلہ وہ ہے جس کا سینگ جڑ سے نہ رہے، بخقاء وہ ہے جس کی بینائی جاتی رہے۔ مشیعہ وہ ہے جو کمزوری اور نقاہت کے باعث دوسرے جانوروں کے ساتھ نہ چل سکے اور کسراء وہ ہے جس کی کوئی ٹانگ ٹوٹ گئی ہو۔

(ابوداؤد)

اندھے، کانے اور لنگڑے جانور کی ممانعت

اندھے، کانے جانور کی قربانی درست نہیں اور اس لنگڑے جانور کی قربانی بھی درست نہیں جو صرف تین پیروں سے چلتا ہو۔ چوتھا پیر زمین پر رکھا ہی نہ جاتا ہو یا رکھتا ہو لیکن اس پر زور دے کر نہ چلتا ہو، صرف

Marfat.com

تین پیروں کے سہارے چلتا ہو۔ ہاں اگر چوتھا پیر بھی کام کر رہا ہو اور چلنے میں صرف لنگ ہو تو پھر قربانی درست ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ مَا لَا يَجُوْزُ فِي الْاَضَاحِيِّ فَقَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصَابِعِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ وَاَنَامِلِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَنَامِلِهٖ فَقَالَ اَرْبَعٌ لَا تَجُوْزُ فِي الْاَضَاحِيِّ الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا وَالْكَبِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ قَالَ قُلْتُ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَكُوْنَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ فَقَالَ مَا كَرِهْتَ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى اَحَدٍ۔

(رواہ ابوداؤد)

عبید بن فیروز کا بیان ہے کہ میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کون سے جانوروں کی قربانی درست نہیں؟ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے جبکہ میری انگلیاں حضورؐ کی انگلیوں سے اور میرے پورے حضورؐ کے پوروں سے حقیر ہیں۔ آپ نے چار انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قربانی میں چار قسم کے جانور درست نہیں ہیں، ایک تو کانا جس کا کانا ہونا ظاہر ہو، دوسرا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو، تیسرا لنگڑا جس کا لنگڑانا ظاہر ہو اور چوتھا وہ بوڑھا جانور جس کی ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو۔ میں عرض گزار ہوا کہ جس کی عمر کم ہو یا جس کے دانت میں نقص ہو مجھے وہ بھی ناپسند ہے۔ فرمایا جو تمہیں ناپسند ہو اسے چھوڑ دو لیکن دوسروں کے لیے حرام نہ ٹھہراؤ۔ (ابوداؤد)

ــــ

بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں اور کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی ناجائز ہے۔ اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو اور لنگڑا جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ چل سکے اور اتنا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو اور جس کے کان یا دم یا چکی کٹے ہوں یعنی وہ عضو تہائی

Marfat.com

سے زیادہ کٹا ہو، ان سب کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر کان یا دُم یا چکی تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے۔

جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اس کی ناجائز ہے اور جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی جائز ہے۔ جس جانور کی تہائی سے زیادہ نظر جاتی رہی اس کی بھی قربانی ناجائز ہے اور اگر دونوں آنکھوں کی روشنی کم ہو تو اس کا پہچاننا آسان ہے اور صرف ایک آنکھ کی کم ہو تو اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کو ایک دو دن بھوکا رکھا جائے پھر اس کی آنکھ پر پٹی باندھ دی جائے جس کی روشنی کم ہے اور اچھی آنکھ کھلی رکھی جائے اور اتنی دور چارہ رکھیں جس کو جانور نہ دیکھے۔ پھر چارہ کو نزدیک لاتے جائیں جس جگہ وہ چارے کو دیکھنے لگے وہاں نشان رکھ دیں۔ پھر اچھی آنکھ پر پٹی باندھ دیں اور دوسری کھول دیں اور چارہ کو قریب کرتے جائیں، جس جگہ اس آنکھ سے دیکھ لے یہاں بھی نشان کر دیں پھر دونوں جگہوں کی پیمائش کریں اگر یہ جگہ اس پہلی جگہ کی تہائی ہے تو معلوم ہوا کہ تہائی روشنی کم ہے اور اگر نصف ہے تو معلوم ہوا کہ بہ نسبت اچھی آنکھ کے اس کی روشنی آدھی ہے۔ (ہدایہ، درمختار، عالمگیری)

عَنْ اَبِی الضَّحَّاكِ عُبَيْدِ ابْنِ فَيْرُوْزَ مَوْلٰى بَنِیْ شَيْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ حَدِّثْنِیْ عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَضَاحِیِّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدِیْ اَقْصَرُ مِنْ يَدِهٖ فَقَالَ اَرْبَعٌ لَا يُجْزِيْنَ

سیدنا حضرت ابو الضحاک رضی اللہ عنہ راوی ہیں اور آپ کا اسم گرامی عبید بن فیروز ہے اور آپ بنی شیبان کے مولیٰ تھے، کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے ان قربانیوں سے مطلع فرمائیں جن کو ذبح کرنے سے حضور نے منع فرمایا تھا۔ آپؓ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ اور میرا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ سے چھوٹا ہے۔ آپؐ نے فرمایا چار قسم کے جانوروں کی قربانی درست نہیں۔ ایک تو

Marfat.com

الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ضَلَعُهَا وَالْكَسِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تَنْقٰى قُلْتُ اِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ تَكُوْنَ فِي الْقَرْنِ نَقْصٌ وَاَنْ يَكُوْنَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ۔ قَالَ مَا كَرِهْتَهٗ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى اَحَدٍ۔

وہ کانا جس کا کانا پن صاف معلوم ہو۔ دوسرا بیمار جانور جس کی بیماری عیاں ہو۔ اور تیسرا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن صاف معلوم ہو۔ چوتھا ناتوان اور کمزور جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔ میں نے کہا قربانی کے لیے مجھے تو وہ جانور بھی اچھا معلوم نہیں ہوتا جس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں یا دانت ٹوٹے ہوئے ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا تجھے جو جانور برا معلوم ہو اسے چھوڑ دے اور جو پسند ہو اس کی قربانی کر مگر کسی دوسرے کو اس کی قربانی کرنے سے منع نہ کر۔

(نسائی)

کان کٹے جانور کی ممانعت

جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔ (عالم گیری)

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يُّضَحّٰى بِعَضْبَاءِ الْاُذُنِ وَالْقَرْنِ۔

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے جانور کی قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا کان کٹا ہوا یا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

مُسَدَّدٌ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ يَعْنِيْ لِسَعِيْدِ بْنِ

مسدد، یحیٰی، ہشام، قتادہ نے سعید بن مسیب سے کہا کہ عضباء کیا ہے؟ فرمایا کہ جس کا نصف یا اس سے زیادہ کان

Marfat.com

الْمُسَیَّبِ مَا الْاَعْضَبُ قَالَ النِّصْفُ فَمَا فَوْقَهٗ ۔

کٹا ہوا ہو۔

(ابوداؤد)

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّضَحّٰی بِمُقَابَلَةٍ اَوْ مُدَابَرَةٍ اَوْ شَرْقَاءَ اَوْ خَرْقَاءَ اَوْ جَدْعَاءَ ۔

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ جانور قربان نہ کرو جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا یا پھٹا ہو۔ یا اس کا کوئی عضو کٹا ہوا یا سب عضو کٹے ہوئے ہوں۔ (ابن ماجہ)

عَنْ عَلِیٍّ رضہ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَّا نُضَحِّیَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا بَتْرَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ ۔

سیدنا حضرت علی رضہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قربانی کے جانوروں کی آنکھیں اور کان دیکھنے کا حکم فرمایا تاکہ یہ صحیح سالم ہوں اور جس جانور کا کان سامنے سے کٹا ہو اور پیچھے سے کٹا ہوا اس سے منع فرمایا۔ نیز دم کٹے اور کان میں گول سوراخ والے جانور سے منع فرمایا۔ (نسائی)

۔۔۔

عَنْ شُرَیْحِ ابْنِ النُّعْمَانِ وَکَانَ رَجُلَ صِدْقٍ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّسْتَشْرِفَ الْعَیْنَ وَالْاُذُنَ وَلَا نُضَحِّیَ بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا خَرْقَاءَ وَلَا شَرْقَاءَ قَالَ زُهَیْرٌ فَقُلْتُ لِاَبِیْ اِسْحَاقَ اَذَکَرَ عَضْبَاءَ قَالَ

شریح بن نعمان سے روایت ہے جو کہ سچے آدمی تھے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ قربانی کے جانور کی آنکھیں اور کان غور سے دیکھا کریں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جو کانا ہو یا جس کا کان آگے یا پیچھے سے کٹا ہوا ہو۔ زہیر کا بیان ہے کہ میں نے ابو اسحاق سے کہا کہ کیا عضباء کا ذکر بھی کیا تھا؟ کہا نہیں! میں نے کہا کہ مقابلہ کیا ہے؟ فرمایا کہ جس کا

Marfat.com

قُلْتُ فَمَا الْمُقَابَلَةُ قَالَ يُقْطَعُ طَرَفُ الْاُذُنِ فَقُلْتُ فَمَا الْمُدَابَرَةُ قَالَ يُقْطَعُ مِنْ مُؤَخَّرِ الْاُذُنِ قُلْتُ فَمَا الشَّرْقَاءُ قَالَ تُشَقُّ الْاُذُنُ قُلْتُ فَمَا الْخَرْقَاءُ قَالَ تُخْرَقُ اُذُنُهَا لِلسِّمَةِ۔

آگے سے کان کٹا ہوا ہو۔ میں نے کہا کہ مدابرہ کیا ہے؟ فرمایا کہ جس کا کان پیچھے سے کٹا ہوا ہو۔ میں نے کہا کہ شرقاء کیا ہے؟ فرمایا کہ جس کا کان پھاڑ دیا جائے۔ میں نے کہا کہ خرقاء کیا ہے؟ فرمایا کہ جس کا کان لمبائی میں چیر دیا جائے۔

(ابوداؤد)

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّضَحّٰى بِمُقَابَلَةٍ اَوْ مُدَابَرَةٍ اَوْ شَرْقَاءَ اَوْ خَرْقَاءَ اَوْ جَدْعَاءَ۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ، مدابرہ، شرقاء، خرقاء اور جدعاء کی قربانی دینے سے منع فرمایا۔

(نسائی)

(۱) مقابلہ: جس جانور کا کان سامنے سے کٹا ہو۔

(۲) مدابرہ: جس جانور کا کان پیچھے سے کٹا ہوا ہو۔

(۳) شرقاء: جس جانور کے کان چرے ہوئے ہوں۔

(۴) خرقاء: جس جانور کے کانوں میں گول سوراخ ہو۔

(۵) جدعاء: جس جانور کے کان کٹے ہوئے ہوں۔ (ان سب کی قربانی کرنے سے آپ نے منع فرمایا۔)

بہت زیادہ دُبلے جانور کی قربانی کی ممانعت

اتنا دبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ ہرج نہیں۔ اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی زیادہ بہتر ہے۔

Marfat.com

عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوْزَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رض حَدِّثْنِيْ بِمَا كُرِهَ اَوْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَضَاحِيْ۔ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ وَيَدِيْ اَقْصَرُ عَنْ يَدِهٖ اَرْبَعٌ لَا يُجْزِئُ فِي الْاَضَاحِيْ الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوْرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ۔ قَالَ فَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَكُوْنَ نَقْصٌ فِي الْاُذُنِ قَالَ فَمَا كَرِهْتَ مِنْهُ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى اَحَدٍ۔

عبید بن فیروز کہتے ہیں کہ میں نے براء سے عرض کیا، مجھے بتائیے کہ کونسی قربانی مکروہ ہے اور کس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ براء بولے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور فرمایا چار قسم کے جانور قربانی میں کافی نہیں۔ ایک کانا جس کا کانا پن صاف ظاہر ہو۔ دوسرا بیمار جس کی بیماری ظاہر ہو، تیسرا لنگڑا جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ چوتھا وہ جو اتنا کمزور ہو جس کی ہڈیوں پر گوشت نظر نہ آئے۔ عبید کہتے ہیں میں نے عرض کیا کہ مجھے تو وہ بھی برا معلوم ہوتا ہے جس کے کان میں عیب ہو۔ براء رض نے فرمایا، تمھیں برا معلوم ہوتا ہے تو نہ خرید لیکن دوسروں کو نہ روکو۔

(ابن ماجہ)

دبلے پتلے جانور کی قربانی تو جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ موٹا تازہ صحیح سالم اور خوب صورت جانور خدا کی راہ میں قربان کیا جائے۔ اور اگر جانور ایسا مریل اور دبلا کمزور ہو کہ اس کی ہڈیوں میں گودا ہی نہ رہ گیا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔

جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے ہوں لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

Marfat.com

دُودھ دینے والے جانور کی ممانعت

ایسی بھیڑ، بکری یا گائے، جو دودھ دیتی ہو، اس کی قربانی شرعاً نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دینے والے جانوروں کی قربانی سے منع فرمایا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کی حدیث یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتٰی رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَخَذَ الشَّفْرَةَ لِیَذْبَحَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاكَ وَالْحَلُوْبَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے پاس گئے اس نے حضورؐ کی خاطر بکری ذبح کرنے کے لیے چھری اٹھائی تو آپؐ نے فرمایا دودھ والی کو ذبح نہ کرنا۔

(ابن ماجہ)

دیگر جانوروں کی ممانعت

ایک خوشحال آدمی نے، جس پر قربانی واجب تھی، ایک جانور قربانی کے لیے خریدا۔ خرید لینے کے بعد اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے اس کی قربانی درست نہ رہی، تو ضروری ہے کہ وہ شخص دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے۔ ہاں اگر کسی ایسے نادار شخص کے ساتھ ایسا واقعہ ہوا جس پر قربانی واجب نہ تھی تو اس کے لیے اسی عیب دار جانور کی قربانی کر لینا جائز ہے۔

جس جانور میں جنون ہے اور اس حد تک ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں، تو اس کی قربانی ناجائز ہے اور اس حد تک نہیں ہے تو جائز ہے۔ خصی یعنی جس کے خصیے نکال لیے گئے ہوں یا مجبوب یعنی جس کے خصیے اور عضو تناسل سب کاٹ لیے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے۔ اتنا بوڑھا کہ بچے کے قابل نہ رہا یا داغا ہوا جانور یا جس کے دودھ نہ اترتا ہو ان سب کی قربانی جائز ہے۔ خارشی جانور کی قربانی جائز ہے جبکہ فربہ ہو۔ اور اگر اتنا لاغر ہو کہ ہڈی میں مغز نہ رہا تو قربانی جائز نہیں۔ (در مختار، رد المحتار، عالمگیری)

Marfat.com

قربانی کے جانور کی کھال کا مصرف

قربانی کے چمڑے کا مصلّی بنا لینا، مشکیزہ یا ڈول بنا لینا جائز ہے۔ قربانی کے چرم کو کسی بھی ذاتی کام میں لا سکتا ہے لیکن اسے فروخت کر کے اس رقم کو خرچ میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ بہتر تو یہ ہے کہ قربانی کے جانور کی کھال کسی محتاج یتیم، مسکین یا فقیر کو دے دینی چاہیئے۔ اس کے استعمال کے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ یُّقْسِمَ بُدْنَهٗ كُلَّهَا لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا لِلْمَسَاكِیْنِ ۞

حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے قربانی کی ہر چیز تقسیم کرنے کا حکم دیا خواہ گوشت ہو یا کھال یا جھول، سب غریبوں میں تقسیم کر دی جائے۔ (ابن ماجہ)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِغُلَامٍ یَسْلَخُ شَاةً فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَنَحَّ حَتّٰی اُرِیَكَ فَاَدْخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ بَیْنَ الْجِلْدِ وَاللَّحْمِ فَدَحَسَ بِهَا حَتّٰی تَوَارَتْ اِلَی الْاِبِطِ وَقَالَ یَا غُلَامُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لڑکے کے پاس سے گزرے جو کھال اتار رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا اے لڑکے ہٹ جا میں تجھے بتاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے ہاتھ کھال میں داخل کر دیے حتیٰ کہ کہنیوں تک چلا گیا اور پھر فرمایا اے لڑکے! اس طرح کھال اتارتے ہیں۔ پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔ اور نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھائی۔

Marfat.com

هٰكَذَا فَاسْلَخْ ثُمَّ مَضٰى
وَصَلّٰى لِلنَّاسِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (ابن ماجہ)

مسئلہ: قربانی کا چمڑا اور اس کی جھول اور رسی اور اس کے گلے میں جو ہار ڈالا ہے ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے۔ قربانی کے چمڑے کو خود بھی اپنے کام میں لا سکتا ہے یعنی اس کو باقی رکھتے ہوئے اپنے کسی کام میں لا سکتا ہے۔ مثلاً اس کی جانماز بنائے، چلنی، تھیلی، مشکیزہ، دستر خوان، ڈول وغیرہ بنائے یا کتابوں کی جلدوں میں لگائے یہ سب کر سکتا ہے۔ (در مختار)

چمڑے کا ڈول بنایا تو اسے اپنے کام میں لائے اجرت پر نہ دے اور اگر اجرت پر دے دیا تو اس اجرت کو صدقہ کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: قربانی کے چمڑے کو ایسی چیزوں سے بدل سکتا ہے جس کو باقی رکھتے ہوئے اس سے نفع اٹھایا جائے جیسے کتاب ایسی چیز سے بدل نہیں سکتا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جاتا ہو جیسے روٹی، گوشت، سرکہ، روپیہ، پیسہ، اور اگر اس نے ان چیزوں کو چمڑے کے عوض میں حاصل کیا تو ان چیزوں کو صدقہ کر دے۔ (در مختار)

مسئلہ: اگر قربانی کی کھال کو روپے کے عوض بیچا مگر اس لیے نہیں کہ اس کو اپنی ذات پر یا بال بچوں پر صرف کرے گا بلکہ اس لیے کہ اسے صدقہ کر دے گا۔ تو جائز ہے (عالمگیری)

جیسا کہ آج کل اکثر لوگ کھال مدارس دینیہ میں دیا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ وہاں کھال بھیجنے میں دقت ہوتی ہے اسے بیچ کر روپیہ بھیج دیتے ہیں یا کئی اشخاص کو دینا ہوتا ہے اسے بیچ کر دام ان فقراء پر تقسیم کر دیتے ہیں یہ بیع جائز ہے اس میں حرج نہیں۔ اور حدیث میں جو اس کے بیچنے کی ممانعت آئی ہے اس سے مراد اپنے لیے بیچنا ہے۔

Marfat.com

مسئلہ: گوشت کا بھی وہی حکم ہے جو چمڑے کا ہے کہ اس کو اگر ایسی چیز کے بدلے میں بیچا جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کیا جائے تو اسے صدقہ کرے۔ (ہدایہ)

مسئلہ: قربانی کی چربی اور اس کے سری پائے اور اون اور دودھ جو ذبح کے بعد دوہا ہے ان سب کا وہی حکم ہے کہ اگر ایسی چیز اس کے عوض میں لی جس کو ہلاک کر کے نفع حاصل کرے گا تو اس کو صدقہ کر دے (عالمگیری)

مسئلہ: بھیڑ کے کسی جگہ کے بال نشانی کے لیے کاٹ لیے ہیں ان بالوں کو پھینک دینا یا کسی کو ہبہ کر دینا ناجائز ہے بلکہ انھیں صدقہ کرے۔ (عالمگیری)

مسئلہ: قربانی کا چمڑا یا گوشت یا اس کی کوئی چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے۔ قصاب کو اجرت میں نہیں دیا بلکہ جیسے دوسرے مسلمانوں کو دیتا ہے اس کو بھی دیا اور اجرت اپنے پاس سے دوسری چیز دے گا تو جائز ہے۔

Marfat.com

عید الضحیٰ

عید الضحیٰ کا دن مسلمانوں کے لیے خوشی کا دن ہے کیونکہ اس روز ضحیٰ کے وقت (یعنی اچھی طرح سورج طلوع ہو جانے پر) دو رکعت نماز عید پڑھی جاتی ہے۔ اسی نسبت سے اسے عید الضحیٰ کہا جاتا ہے۔ مسلمانوں میں یہ تہوار دس ذی الحجہ کو منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار دراصل اس عظیم قربانی کی یادگار ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی تھی۔ اسی نسبت سے اس روز مسلمان اللہ کی راہ میں جانوروں کی قربانی پیش کرتے ہیں اور اس عظیم واقعہ کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ جو اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے سلسلے میں پیش آیا تھا۔ عید الضحیٰ کا دن ہمیں یہ درس دیتا ہے کہ جس طرح مسلمان اپنے جانور کا خون صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت کے لیے بہا رہا ہے اسی طرح اگر انسان کو جہاد میں اللہ کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنی پڑے تو وہ اس سے دریغ نہ کرے بلکہ رضائے الٰہی تصور کرتے ہوئے اس کا وفادار بندہ ہونے کا ثبوت دے۔

عید کا لفظ عود سے بنا ہے جس کا مطلب بار بار لوٹ کر آنا ہے۔ کیونکہ عید بار بار آتی ہے اس لیے اسے عید کہا جاتا ہے۔ عید الضحیٰ کا تہوار مسلمانوں کو جس طرح ملا اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَلَھُمْ یَوْمَانِ یَلْعَبُوْنَ فِیْھِمَا فَقَالَ مَا ھٰذَانِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اہل مدینہ دو دن تہوار مناتے اور کھیل کود کرتے تھے

Marfat.com

الْیَوْمَانِ قَالُوْا کُنَّا نَلْعَبُ فِیْہِمَا فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَبْدَلَکُمُ اللّٰہُ بِہِمَا خَیْرًا مِّنْہُمَا یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَوْمَ الْفِطْرِ ؛

حضورؐ نے یہ دیکھ کر فرمایا یہ دو دن کیسے ہیں؟ تو لوگوں نے کہا کہ دورِ جاہلیت میں ہم ان دو دنوں میں کھیل کود کرتے تھے تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دنوں کے عوض اللہ نے تمہیں یوم عید الفطر اور عید اضحیٰ عطا فرمائے ہیں۔ (ابوداؤد)

زمانہ جاہلیت میں اہل مدینہ کے لیے دو دن مقرر تھے جن میں وہ خوشی مناتے تھے۔ ان میں سے ایک دن کو نوروز اور دوسرے کو مہرجان کہا جاتا تھا، ان کے خیال کے مطابق نوروز کے دن آفتاب برج حمل میں جاتا ہے اور مہرجان کے دن برج میزان میں داخل ہوتا ہے۔ چونکہ ان دونوں دنوں میں موسم معتدل ہوتا تھا، رات دن بھی برابر ہوتے تھے اس لیے ان کے بڑوں نے ان دنوں کو خوشی منانے کے لیے مقرر کر رکھا تھا، چنانچہ وہ رسم لوگوں میں رواج پا گئی۔ یہاں تک کہ جب اہلِ مدینہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے تو شروع میں پرانی عادت کے مطابق ان دنوں میں پہلے کی طرح خوشی منایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو ان سے ان ایامِ خوشی کے بارے میں معلوم کیا تو وہ اس کی کوئی حقیقت بیان نہ کر سکے۔ صرف اتنا بتا سکے کہ پہلے سے اسی طرح یہ دن خوشی کے لیے مقرر ہیں لہٰذا ہم ان دنوں میں خوشی منا لیتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب ان دنوں کو ترک کر دیں۔ ان کی جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے عیدین کے دن خوشی منانے کے لیے مقرر کیے ہیں اس طرح مسلمانوں میں عید کے تہوار خوشی منانے کے لیے مقرر ہو گئے۔

عید اس شخص کے لیے نہیں جو صرف نئے کپڑے پہنے بلکہ اس کے لیے ہے جو وعید سے امن میں آ جائے یعنی برے کاموں سے بچے۔ عید اس کے لیے نہیں جو عود کی خوشبو سے معطر ہو بلکہ اس کے لیے ہے جو توبہ کرے ایسا توبہ کرنے والا ہو

Marfat.com

کہ پھر گناہ نہ کرے۔ عید اس کے لیے نہیں جو دنیا کی زیب و زینت اختیار کرے بلکہ اس کے لیے ہے جو تقویٰ اپنائے۔ عید اس کے لیے نہیں جو سواریوں پر سوار ہو بلکہ اس کے لیے ہے جو گناہوں کو ترک کرے۔ غرضیکہ صرف مومنین کے لیے ہے جو دنیا کے لہو و لعب سے بچ کر اللہ کے بندے بنیں۔

عید الضحیٰ کے مسنون اعمال

عید الضحیٰ کے دن دو رکعت نماز عید پڑھنا واجب ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز خود پڑھی ہے لہذا آپؐ کی اتباع میں ہر مسلمان کو نماز عید ضرور پڑھنی چاہیئے کیونکہ اصل خوشی تو اسی کام میں ہے کہ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ ہر مسلمان کرے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَبْدَاُ بِہِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِھِمْ فَیَعِظُھُمْ وَیُوْصِیْھِمْ وَیَاْمُرُھُمْ وَاِنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَہٗ اَوْ یَاْمُرُ بِشَیْءٍ اَمَرَ بِہٖ ثُمَّ یَنْصَرِفُ ؀

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الضحیٰ کے لیے عید گاہ میں تشریف لے جاتے تو جس کام کو سب سے پہلے ترجیح دیتے وہ نماز ہوتی تھی۔ پھر نمازیوں کی طرف منہ کر کے ان کو نصیحت کرتے۔ رشد و ہدایت کرتے اور اگر کہیں لشکر کی روانگی مقصود ہوتی تو اس کو روانہ کرتے یا کسی اور کام کا حکم دیتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر عید گاہ سے واپس ہوتے تھے۔

(مسلم شریف)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز ان لوگوں پر

Marfat.com

واجب ہے جن پر جمعہ فرض ہے لہذا بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گناہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِیْ یَوْمِ عِیْدٍ فَصَلّٰی بِهِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِیْدِ فِی الْمَسْجِدِ ؕ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ نماز عید مسجد میں پڑھی۔

(سنن ابوداؤد، ابن ماجہ)

نماز عید بغیر اذان اور اقامت کے ہے

فرض نمازوں کے لیے تو حکم ہے کہ نماز سے پہلے اذان دی جائے اور جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو اقامت پڑھی جائے لیکن عید کی نماز پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ عید کی نماز بغیر اذان کے پڑھی جاتی ہے۔ اور جماعت کھڑی ہونے سے قبل تکبیر یعنی اقامت بھی نہیں کہی جاتی لہذا عید کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھنا سنت ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَیْنِ غَیْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَیْنِ بِغَیْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ ؕ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں نے ایک دو مرتبہ سے زیادہ بغیر اذان اور اقامت کے عیدین کی نماز پڑھی ہے۔ (مسلم شریف)

وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشَهِدْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْعِیْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ یَذْکُرْ اَذَانًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عید میں شرکت کی ہے، تو انھوں نے کہا بیشک، ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عیدگاہ) تشریف لائے، نماز پڑھی پھر خطبہ دیا اور اذان واقامت کا تذکرہ نہیں

Marfat.com

وَلَا اِقَامَةَ ثُمَّ اَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَ اَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يُهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَ حُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ۔

کیا۔ اس کے بعد آپ خواتین میں آئے۔ اور نصیحت کی، اللہ کی یاد دلائی اور صدقہ کا حکم دیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ خواتین اپنے کانوں اور گلوں کی جانب ہاتھ بڑھاکر (زیور اتار کر) بلال رضؓ کو دے رہی تھیں، پھر آپ اور بلال اٹھ کر گھر تشریف لے آئے۔

(بخاری شریف)

اذان کا عام مطلب خبردار اور آگاہ کرنا ہے لیکن شریعتِ اسلامیہ میں مخصوص الفاظ کے ساتھ نماز کے وقت کی عام لوگوں کو اطلاع دینے کو اذان کہا جاتا ہے۔ پانچ فرض نمازوں اور جمعہ کی نماز کے لیے اذان کہنا ضروری ہے لیکن عیدین کی نماز اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلٰوةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَامَ مُتَّكِئًا عَلٰى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَ مَضٰى اِلَى النِّسَاءِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ عید کے دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شرکت کی آپ نے خطبہ سے پہلے بغیر اذان و اقامت کے نماز شروع کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو جناب بلال سے ٹیک لگا کر اللہ کی حمد و ثنا کی اور لوگوں کو نصیحت کی، (اللہ اور اپنی اطاعت کی طرف رغبت دلائی (خطبہ دیا) پھر آپ حضرت بلال رضؓ کے ساتھ خواتین میں تشریف لائے اور عورتوں کو تقویٰ اختیار کرنے کا حکم فرمایا اور انھیں پند و نصائح فرمائے۔

(نسائی شریف)

Marfat.com

اذان کی ابتدا مدینہ منورہ میں ۱ھ میں ہوئی۔ اس سے پہلے نماز اذان کے بغیر ہی پڑھی جاتی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع میں مسلمانوں کی تعداد تھوڑی تھی اس لیے ان کا جماعت کے لیے بغیر اطلاع کے جمع ہونا مشکل نہ تھا لیکن جب مسلمانوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہونے لگا تو اس امر کی ضرورت پیش آئی کہ شمولیتِ جماعت کی خاطر لوگوں کو اطلاع دینے کے لیے کونسا ذریعہ اپنایا جائے۔ لہذا اس غرض کو پورا کرنے کے لیے اذان کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ مگر عید کے لیے وقت مقرر کر کے پہلے اطلاع دیدی جائے تا کہ وقت مقررہ پر لوگ عید گاہ میں جمع ہو جائیں۔

عید کا خطبہ سننا سنت ہے

ائمہ کے نزدیک عید کا خطبہ سننا واجب یعنی بہت ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا کہ عید الضحٰی کے دن سورج طلوع ہو جانے کے بعد دو رکعت نماز عید الضحٰی پڑھتے پھر کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے اس کے بعد دعا مانگتے لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں عید کی نماز کے بعد امام کے لیے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھنا سنت ہے اور نمازیوں کے لیے بیٹھ کر خطبہ سننا سنت ہے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُوْوِلَ یَوْمَ الْعِیْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَیْہِ۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن کمان پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا۔

(ابوداؤد)

وَعَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَطَبَ یَعْتَمِدُ عَلٰی عَنَزَتِہٖ اِعْتِمَادًا۔

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ دیتے تو اپنے عصا پر تکیہ کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَۃِ ؕ

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما عیدین کی نماز بیں خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

(مسلم شریف)

راستہ بدل کر آنا جانا سُنّت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ عید کے روز آپ ادائیگی نماز کے لیے عام راستے سے جاتے اور جب واپس آتے تو راستہ تبدیل کرکے آتے یعنی جس راستے سے پہلے عید گاہ گئے ہوتے واپسی پر اس راستے سے نہ آتے بلکہ کوئی اور راستہ اختیار کرکے آتے لہٰذا عید گاہ کو جس راستے سے جائے تو واپس اس سے نہ آئے بلکہ واپسی پر راستہ تبدیل کرکے آئے ایسا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ یَوْمَ الْعِیْدِ فِیْ طَرِیْقٍ رَجَعَ فِیْ غَیْرِہٖ ؕ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید گاہ کو جاتے تو ایک راہ سے جاتے اور دوسرے سے واپس آتے تھے۔ (ترمذی۔ دارمی)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ خَالَفَ الطَّرِیْقَ ؕ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید گاہ کو جاتے عید کے دن، تو راستہ بدل کر تشریف لاتے تھے۔ (بخاری)

عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ

عمار بن سعد نے اپنے والد اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی نماز کے لیے تشریف لے جاتے تو سعید بن ابی العاص کے

Marfat.com

إِلَى الْعِيْدِ يَسْلُكُ عَلَى دَارِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْعَاصِ ثُمَّ عَلَى أَصْحَابِ الْفَسَاطِيْطِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الطَّرِيْقِ الْأُخْرٰى طَرِيْقِ بَنِي زُرَيْقٍ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى دَارِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَ دَارِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى الْبَلَاطِ ۔

مکانوں پر سے گزرتے ہوئے اصحاب فساطیط کی طرف سے تشریف لے جاتے اور جب لوٹتے تو بنو زریق کے راستے سے ہوتے ہوئے عمار بن یاسرؓ کے مکان پر سے گزرتے ہوئے، ابو ہریرہ رضؓ کے مکان کے سامنے سے ہوتے ہوئے مقام بلاط پر تشریف لے جاتے۔

(ابن ماجہ)

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ ثُمَّ رَجَعَ فِيْ طَرِيْقٍ آخَرَ ۔

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز ایک راستہ اختیار کیا پھر واپس لوٹے تو دوسرا راستہ اختیار کیا

(ابوداؤد)

عید کے لیے پیدل جانا سنت ہے

نماز عید کے لیے پیدل جانا سنت ہے۔ چونکہ مدینہ منورہ میں آبادی کے باہر ایک مقام پر عید کی نماز ادا کی جاتی تھی جسے اس زمانے میں عید گاہ کہا جاتا تھا وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز پیدل تشریف لے جاتے یہ مقام مسجد نبوی سے زیادہ دور نہ تھا اس لیے اگر نماز عید کے لیے قریب ہی بندوبست ہو تو وہاں پیدل جانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اگر عید گاہ دور ہو تو سواری پر جانے میں کوئی حرج نہیں۔

عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمار بن سعد نے اپنے والد اور جد امجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لیے پیدل جاتے اور

Marfat.com

كَانَ يَخْرُجُ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَيَرْجِعُ مَاشِيًا ۞ — پیدل واپس آتے ۔ (ابن ماجہ)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ اِلَى الْعِيْدِ مَاشِيًا وَيَرْجِعُ مَاشِيًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے لیے پیدل جاتے اور پیدل ہی واپس آتے ۔ (ابن ماجہ)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يَّمْشِيَ اِلَى الْعِيْدِ ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ نماز عید پڑھنے کے لیے پیدل جایا جائے ۔ (ابن ماجہ)

عید الضحیٰ کے دن نماز پڑھنے کے بعد کھانا تناول کرنا سنت ہے

عید الضحیٰ کے روز نماز عید کے بعد اگر کھانا پینا سنت ہے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ عید الضحیٰ کے روز کچھ کھائے بغیر نماز عید کے لیے چلے جاتے وہاں نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آتے تو پھر صبح کا ناشتہ تناول فرماتے ۔ لہذا ہمیں بھی اسی طرح کرنا چاہیئے ۔

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ ۞

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر کے دن بغیر کچھ کھائے عید گاہ میں نہیں جاتے تھے اور قربانی کے دن نماز پڑھنے کے بعد کھاتے تھے ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

عید پڑھنے کا وقت

عیدین پڑھنے کا وقت سورج اچھی طرح روشن ہونے سے شروع ہوتا ہے اور قبل از زوال تک ہے لیکن افضل وقت ایک یا دو نیزہ سورج بلند ہوتے پر ہے اس وقت عید پڑھ

Marfat.com

لیں تو بہت بہتر ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّہٗ خَرَجَ مَعَ النَّاسِ یَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰی فَاَنْکَرَ اِبْطَآءَ الْاِمَامِ وَقَالَ اِنْ کُنَّا لَقَدْ فَرَغْنَا سَاعَتَنَا ھٰذِہٖ وَذٰلِکَ حِیْنَ التَّسْبِیْحِ ؕ

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ عید الفطر یا عید الضحیٰ کی نماز کے لیے گئے۔ امام کی تاخیر پر انھوں نے اعتراض کیا اور فرمایا کہ ہم اس وقت تک تو فارغ بھی ہو جایا کرتے تھے اور یہ چاشت کا وقت ہوتا تھا۔ (ابن ماجہ)

حضرت جندب رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کی نماز دو نیزہ آفتاب بلند ہونے پر پڑھاتے اور عید الضحیٰ کی نماز ایک نیزہ سورج بلند ہونے پر پڑھاتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورج اچھی طرح روشن ہوتے پر عیدین کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے لیکن عید الضحیٰ کی نماز میں جلدی اور عید الفطر میں ذرا دیر کرنا افضل اور سنت ہے۔ اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یہ ہے:

وَعَنْ اَبِی الْحُوَیْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَتَبَ اِلٰی عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَھُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْاَضْحٰی وَاَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَکِّرِ النَّاسَ ؕ

حضرت ابو حویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو جب وہ نجران میں تھے لکھا کہ عید الضحیٰ میں عجلت کریں اور عید الفطر میں تاخیر کریں اور لوگوں کو نصیحت کریں۔ (مشکوٰۃ شریف)

نماز سے قبل اور بعد نوافل پڑھنے کی ممانعت

عید کی نماز سے قبل اور بعد نوافل پڑھنا منع ہے

کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز سے قبل اور بعد میں نوافل نہ پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے اس لیے عید گاہ میں یا عید والی مسجد میں عید کی نماز سے پہلے اور بعد میں

Marfat.com

نوافل نہیں پڑھنے چاہئیں۔ البتہ عید کی نماز سے فارغ ہو کر واپس گھر میں آ کر نوافل پڑھ لینا مستحب ہے۔ نماز عید سے پہلے گھر پر نوافل پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَمْ یُصَلِّ قَبْلَھَا وَلَا بَعْدَھَا وَمَعَہٗ بِلَالٌ رض۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نکلے اور دو رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ نہ تو اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ بعد میں اور آپ کے ساتھ بلال تھے۔ (بخاری شریف)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَصَلّٰی بِھِمُ الْعِیْدَ لَمْ یُصَلِّ قَبْلَھَا وَلَا بَعْدَھَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے عید کی نماز پڑھائی اور اس سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

(ابن ماجہ)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُصَلِّیْ قَبْلَ الْعِیْدِ شَیْئًا فَاِذَا رَجَعَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید سے پہلے کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پھر گھر لوٹ کر دو رکعت پڑھتے۔

(ابن ماجہ)

غسل اور اچھا لباس پہننا

عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور صاف ستھرا پاکیزہ لباس پہننا سنت ہے۔

عَنِ الْفَاکِہِ بْنِ سَعْدٍ وَکَانَتْ لَہٗ صُحْبَۃٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

فاکہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَيَوْمَ عَرَفَةَ وَكَانَ الْفَاكِهُ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالْغُسْلِ فِي هٰذِهِ الْأَيَّامِ۔

اور بقر عید کو غسل فرماتے۔ فاکہ ان دنوں میں اپنے اہل خانہ کو غسل کا حکم دیتے تھے۔

(ابن ماجہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور بقر عید کے روز غسل فرمایا کرتے تھے

(ابن ماجہ)

عید کا دن چونکہ مسلمانوں کے لیے انتہائی خوشی کا دن ہے اس لیے اس دن جسم کی طہارت کرنا اور پاکیزہ کپڑے پہننا بہت ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رض جہاں تک ہو سکتا عید کے دن اچھے سے اچھا لباس پہننے کی کوشش کرتے تھے۔

سُنّت پر عمل کی تاکید

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت پر عمل کرنے کی یوں تاکید فرمائی ہے کہ عید کے روز سب سے پہلے نماز عید پڑھی جائے پھر اس کے بعد قربانی کی جائے۔

وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ نُصَلِّيَ فَإِنَّمَا هُوَ شَاةُ

حضرت براء رض نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قربان کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا آج سب سے پہلے جس چیز سے ہم ابتدا کریں گے وہ یہ ہے کہ پہلے ہم نماز عید الضحیٰ ادا کریں گے پھر عید گاہ سے واپس ہو کر قربانی کریں گے پس جس نے ایسا کیا بیشک اس نے ہماری سنت پر عمل کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی

Marfat.com

لَحْمٌ عَجَّلَهُ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ۔

کرلی تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ وہ صرف ذبیحہ ہے جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے ذبح کیا ہے اس کا قربانی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ (بخاری)

نمازِ عید میں عورتوں کا شامل ہونا

عورتوں کا نماز عید میں شامل ہونا درست ہے لیکن عید گاہ میں یا عید والی مسجد میں عورتوں کے لیے علیحدہ باپردہ جگہ کا ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو نماز عید میں شامل ہونے کی ترغیب دی ہے بشرطیکہ کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو۔ یعنی حیض والی عورت نماز سے الگ رہے۔

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُّخْرِجَهُنَّ فِيْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالنَّحْرِ قَالَ قَالَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ فَقُلْنَا اَرَاَيْتَ اِحْدٰهُنَّ لَا يَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ فَتُلْبِسُهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عید الفطر اور بقر عید میں شرکت کا حکم دیا تھا ہم میں سے اگر کسی کے پاس چادر نہ ہوتی تو دوسری عورت اسے چادر اوڑھاتی تھی۔

(ابن ماجہ)

عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْرِجُوا الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ لِيَشْهَدْنَ الْعِيْدَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لڑکیوں اور پردہ والیوں کو نکالا کرو۔ تاکہ عید میں اور مسلمانوں کی دعا میں شرکت کر سکیں اور حائضہ کو

Marfat.com

وَلْيَجْتَنِبْنَ الْحُيَّضُ مُصَلَّى النَّاسِ ⁘

عید گاہ سے دور رکھو۔

(ابن ماجہ)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُخْرِجُ بَنَاتِهٖ وَنِسَائَهٗ فِي الْعِيْدَيْنِ ⁘

حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں اپنی صاحبزادیوں اور ازواج مطہرات رضؓ کو لے جاتے

(ابن ماجہ)

عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ قَالَتْ كُنَّا نَمْنَعُ جَوَارِيَنَا اَنْ يَخْرُجْنَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَجَاءَتِ امْرَاَةٌ فَنَزَلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ فَاَتَيْتُهَا فَحَدَّثَتْ اَنَّ زَوْجَ اُخْتِهَا غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ غَزْوَةً فَكَانَتْ اُخْتُهَا مَعَهٗ فِي سِتَّةِ غَزَوَاتٍ قَالَتْ فَكُنَّا نَقُوْمُ عَلَى الْمَرْضٰى وَنُدَاوِي الْكَلْمٰى فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعَلٰى اِحْدَانَا بَاْسٌ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهَا جِلْبَابٌ اَنْ لَّا تَخْرُجَ فَقَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا فَلْيَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ حَفْصَةُ فَلَمَّا قَدِمَتْ اُمُّ عَطِيَّةَ اَتَيْتُهَا فَسَاَلْتُهَا

حفصہ بنت سیرین روایت کرتی ہیں کہ ہم اپنی لڑکیوں کو عید کے دن نکلنے سے روکتی تھیں۔ ایک عورت آئی اور قصر بنی خلف میں قیام کیا۔ میں وہاں گئی تو اس نے بتایا کہ اس کے بہنوئی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بارہ غزوات میں شرکت کی۔ اس کی بہن چھ غزوات میں اپنے خاوند کے ساتھ تھی اس نے بتایا کہ وہ بیماروں کے علاج اور زخمیوں کی مرہم پٹی پر مامور تھیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہمارے لیے کوئی ہرج ہے کہ وہ (عید کے دن) نہ نکلے اگر اس کے پاس چادر نہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا اس کی سہیلی اُسے اپنی چادر اوڑھا دے اور چاہیے کہ وہ لوگ نیک کام میں شریک ہوں اور مومنین کی دعا میں شامل ہوں۔ حفصہ رضؓ فرماتی ہیں کہ جب ام عطیہ آئیں تو میں ان کے پاس پہنچی اور ان سے دریافت کیا کہ آپ نے اس

Marfat.com

سَمِعْتِ فِیْ كَذَا وَكَذَا فَقَالَتْ نَعَمْ بِاَبِیْ وَقَلَّمَا ذَكَرَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِیْ قَالَ لِیَخْرُجِ الْعَوَاتِقُ ذَوَاتُ الْخُدُوْرِ اَوْقَالَ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ شَكَّ اَیُّوْبُ وَالْحُیَّضُ فَتَعْتَزِلُ الْحُیَّضُ الْمُصَلّٰی وَلْیَشْهَدْنَ الْخَیْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا الْحُیَّضُ، قَالَتْ نَعَمْ: اَلَیْسَ الْحَائِضُ تَشْهَدُ عَرَفَاتٍ وَتَشْهَدُ كَذَا وَتَشْهَدُ كَذَا ⁂

مسئلہ میں کچھ سنا ہے؟ یہ بولیں ہاں! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اور جب کبھی بھی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتیں، تو ضرور کہتیں کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پردہ دار عورتیں باہر نکلیں یا یہ فرمایا کہ پردہ دار اور جوان خواتین نکلیں۔ ایوب (راوی حدیث) کو شک ہوا ہے حائضہ عورتیں بھی نکلیں لیکن نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں اور نیک کام اور اہل ایمان کی دعا میں شریک ہوں۔ حفصہ رض کہتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ حائضہ بھی نکلیں؟ انھوں نے کہا کیا حائضہ عرفات اور فلاں فلاں جگہ نہیں جاتیں۔

(بخاری شریف)

عید کے روز سترہ کھڑا کرنا سنت ہے

عیدگاہ چونکہ عموماً کھلا میدان ہوتا ہے اس لیے جب وہاں عید کی نماز کھڑی ہو تو امام کے آگے سترہ رکھ لینا چاہیے۔ سترہ کا مطلب آڑ کرنا ہے۔ عید کی جماعت اگر ایسی جگہ پر ہوتی ہو جہاں جماعت کے آگے سے کسی کے گذرنے کا احتمال ہو تو ایسی جگہ پر سترہ کھڑا کرنا عین سنت ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کی نماز کھلے میدان میں پڑھاتے تو امام کے آگے والی جگہ پر ایک نیزہ سترے کے طور پر گاڑ لیتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز

Marfat.com

كَانَ يَغْدُو إِلَى الْمُصَلَّى فِي يَوْمِ عِيدٍ وَالْعَنَزَةُ تُحْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَلَغَ الْمُصَلَّى نُصِبَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَذَلِكَ أَنَّ الْمُصَلَّى كَانَ فَضَاءً لَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ يُسْتَتَرُ بِهِ۔

عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے تو آپ کے آگے آگے نیزہ لے جایا جاتا۔ جب عید گاہ پہنچ جاتے تو آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا آپ اس کی طرف نماز پڑھتے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ عید گاہ خالی ایک فضا تھی اس میں کوئی شے سترہ کرنے والی نہ تھی۔ (ابن ماجہ)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى يَوْمَ عِيدٍ أَوْ غَيْرِهِ نُصِبَتِ الْحَرْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ مِنْ خَلْفِهِ قَالَ نَافِعٌ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عید وغیرہ کے دن نماز پڑھتے تو نیزہ آپ کے آگے گاڑ دیا جاتا۔ آپ اس کی جانب نماز پڑھتے۔ اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے۔ نافع کہتے ہیں اسی لیے امراء نے اسے ضروری قرار دیا ہے۔ (ابن ماجہ)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الْعِيدَ بِالْمُصَلَّى مُسْتَتِرًا بِحَرْبَةٍ ٭

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز عید گاہ میں نیزہ سے سترہ کر کے نماز پڑھتے۔ (ابن ماجہ)

نمازِ عید پڑھنے کا طریقہ اور مسائل

نماز عید کے لیے صف بندی کے بعد پہلے اس طرح نیت کریں کہ نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی مع چھ زائد تکبیروں کے، اللہ تعالیٰ کے لیے (مقتدی اتنا اور کہے، پیچھے اس امام کے) منہ میرا طرف کعبہ شریف کے اللہ اکبر۔

Marfat.com

پھر تکبیر تحریمہ کے لیے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر باندھ لیں اور ثناء یعنی سبحانک اللھم الخ پڑھیں۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد بھی ہاتھ باندھ لیں اور دوسری اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں۔ چوتھی تکبیر کے بعد امام آہستہ سے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر بلند آواز سے الحمد الخ اور کوئی سورہ پڑھے، اور رکوع و سجود کرے۔ پھر جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں۔ پہلے امام الحمد الخ اور کوئی سورہ پڑھے۔ پھر تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر ہر بار اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیں اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور باقی نماز دوسری نمازوں کی طرح پوری کریں۔

نماز کے بعد امام منبر پر کھڑے ہو کر دو خطبے پڑھے اور ان کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبوں کے درمیان بیٹھتے ہیں۔ خطبہ پوری توجہ سے سننا چاہیئے۔ عید کے خطبوں کے بعد دعا مانگیں۔ چونکہ تمام پنجگانہ نمازوں کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لیے اس پر قیاس کر کے دعا مانگنا ضروری ہے۔ خطیب عیدین کے خطبہ کا آغاز تکبیر یعنی اللہ اکبر سے کرے۔ پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہے۔ خطیب پر لازم ہے کہ خطبے میں اس روز کے مناسب احکام یعنی صدقۂ فطر یا تکبیراتِ تشریق اور قربانی کے احکام بیان کرے۔ نمازِ عید پڑھنے کے مفصل مسائل حسبِ ذیل ہیں۔

مسئلہ ۱: اگر کوئی عید کی نماز میں پہلی رکعت میں تکبیروں کے بعد شریک ہوا تو نیت باندھنے کے فوراً بعد (بغیر ثناء پڑھے) ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں شریک ہوا ہو تو اگر گمان غالب ہو کہ تکبیروں کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیریں کہہ لے، بعد اس کے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور بحالتِ رکوع

Marfat.com

میں بجائے تسبیح کے بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیریں کہہ لے اور اگر پوری تکبیریں کہنے سے پہلے امام رکوع سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔

مسئلہ ۲: اگر کسی کی عید کی نماز کی پہلی رکعت چلی جائے تو جب وہ کھڑا ہو کر اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کرے یعنی پہلے ثنا، پھر تعوذ، تسمیہ، فاتحہ، اور سورت پڑھ لے اس کے بعد دوسری رکعت کے بعد تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر بھولے سے یا بے علمی سے زائد تکبیریں قرأت سے پہلے ادا کرے تو بھی اس کی نماز ہو جائے گی مگر مکروہ (تنزیہی) ہو گی۔

مسئلہ ۳: البتہ اگر دونوں رکعتیں جاتی رہیں یعنی دوسری رکعت کے رکوع کے بعد شامل ہوا تو وہ تکبیرات کو ان کے موقع پر (مقتدی کی طرح) ادا کرے۔

مسئلہ ۴: اگر امام دوسری رکعت میں تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہیئے کہ حالتِ رکوع میں تکبیریں کہہ لے۔ قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے لیکن ہر حال میں بوجہ کثرتِ ہجوم کے سجدۂ سہو نہ کرے۔ نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۵: عید الاضحیٰ کے تمام احکام عید الفطر کی طرح ہیں۔ صرف چند باتوں کا فرق ہے۔ عید الاضحیٰ سے قبل کچھ نہ کھائے پیئے، اگر کھا لیا تو کوئی کراہت نہیں۔

مسئلہ ۶: اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملے تو وہ شخص تنہا نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس لیے کہ عید کی نماز میں جماعت شرط ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عید کی نماز میں شریک ہوا لیکن کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا۔ نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے البتہ اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پھر پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷: اگر وقت گزر جانے کے بعد معلوم ہو کہ عید کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تھی تو بھی قضا نہیں، اس کے بجائے استغفار کریں۔

Marfat.com

مسئلہ ۸: اگر کسی عذر کی وجہ سے عیدالفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی جا سکے تو عیدالفطر کی نماز دوسرے دن پڑھی جا سکتی ہے اور ایسے ہی عیدالاضحیٰ کی نماز تیسرے دن یعنی ۱۲ ذی الحجہ تک مقررہ وقت پر پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۹: عیدگاہ میں جہاں عید کی نماز پڑھی جا رہی ہو وہاں کوئی اور نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ نہ ہی عید کی نماز سے قبل اور نہ ہی بعد میں کوئی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۰: جس شخص کو عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی جماعت نہ مل سکے تو وہ ان نمازوں کو قضا کر کے نہ پڑھے کیونکہ عیدین کی قضا نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱: اگر کسی عذر کی بنا پر نماز عید نہ پڑھی گئی ہو مثلاً بارش ہو رہی تھی۔ یا ہلال عید نہ دیکھا گیا اور دوسرے دن زوال کے بعد معلوم ہوا کہ گزشتہ شب چاند نکلا تھا تو چاہیئے کہ سب لوگ روزہ افطار کر دیں اور اگلے دن نماز عید پڑھ لیں۔ عیدالاضحیٰ کی نماز میں بلا عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز بالکراہت ہو جائے گی۔ لیکن عیدالفطر کی نماز بلا عذر تاخیر کرنے سے نہ ہو گی۔

مسئلہ ۱۲: نماز عید کے بعد مصافحہ یا معانقہ کرنا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے بہت اچھی چیز ہے کیونکہ اس میں اظہارِ مسرت اور خلوص ہے۔

تکبیراتِ تشریق

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔ دسویں کو یوم النحر اور گیارہویں بارہویں اور تیرھویں تاریخ کو ایامِ تشریق کہا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے اور حمد و ثنا اللہ ہی کے لیے ہے۔

مسئلہ: تکبیراتِ تشریق ۹ ذی الحجہ کو فجر کی نماز سے لے کر تیرھویں ذی الحجہ کی نمازِ عصر تک ہر فرض نماز کے بعد پڑھنی چاہئیں اور یہ ۲۳ اوقات کی نمازیں بنتی ہیں۔ ان کے بعد تکبیراتِ تشریق پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے فوراً بعد پڑھنی چاہیئے اور اگر نماز کے بعد کوئی ایسا فعل کیا جو نماز کے منافی ہو، یعنی اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا قہقہہ لگایا، یا کلام کیا، اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو تکبیر پڑھ لے۔

مسئلہ: تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اقتداء اس کی کی، اگرچہ عورت یا مسافر گاؤں کا رہنے والا ہو اور اگر اس کی اقتداء نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔

مسئلہ: نفل پڑھنے والے نے فرض پڑھنے والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی اس مقتدی پر بھی واجب ہے۔ اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتداء کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔

مسئلہ: غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی۔ ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے مگر آہستہ کہے۔ یونہی جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت، جماعتِ مستحبہ نہیں۔

مسئلہ: نفل و سنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔

مسئلہ: مسبوق و لاحق پر تکبیر واجب ہے مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں۔ اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ بھی نہیں۔

Marfat.com

مسئلہ: اور دنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی اُسے ایام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یونہی اِن دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں۔ یونہی سالِ گزشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایامِ تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں۔ ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انھی دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔

مسئلہ: منفرد پر تکبیر واجب نہیں مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ: امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی ہو۔

Marfat.com

اختتامیہ

اللہ تعالیٰ کا بیحد شکر ہے کہ اس کی عنایت، توفیق، مہربانی اور خصوصی علمی مدد کی وجہ سے یہ کتاب "سنتِ قربانی" پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ ستمبر ۱۹۸۱ء کا واقعہ ہے کہ میرے دینی و دنیوی رہنما و مرشدِ کامل قبلہ حاجی انور اختر صاحب نے مجھ سے کہا کہ قربانی کے موضوع پر ایک مختصر رسالہ تصنیف کریں تاکہ اسے چھپوا کر مفت تقسیم کیا جائے۔ اس حکم کے پیشِ نظر راقم الحروف بندۂ ناچیز (یعنی عالم فقری) نے بڑی محنت اور کاوش سے ۴۲ صفحے کا رسالہ "قرآن اور قربانی" کے نام سے تالیف کیا۔ اس میں قربانی کی اہمیت، فضیلت اور مسائل کے متعلق روشنی ڈالی گئی۔

میرے دل میں ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ اس رسالے کے مضمون کو ذرا تفصیل سے لکھا جائے لہٰذا میں نے اپریل ۱۹۹۶ء میں اس رسالے کے مضمون کو مفصل کر دیا۔ اس ضرورت کے پیشِ نظر بندہ نے اسے صرف دس یوم کے اندر تالیف کر دیا۔ پرانے مضمون میں بہت سی احادیث کی عربی عبارت مع اردو ترجمہ شامل کر کے اسے مفید بنانے کی کوشش کی۔ اس رسالے میں قربانی کی مکمل تعریف اور فضیلت بڑے سادہ انداز میں لکھی گئی ہے تاکہ ہر شخص اسے آسانی سے پڑھ لے۔

آخر میں عید الضحیٰ اور اس کے مسائل بھی حتی المقدور شامل کر دیئے گئے ہیں۔ جس سے یہ رسالہ ان شاء اللہ انتہائی مفید بن گیا ہے۔ اس کا پہلا نام "قرآن اور قربانی" تھا، جسے اب بدل کر "سنتِ قربانی و عید الضحیٰ" رکھ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِمُؤَلِّفِهٖ وَلِكَاتِبِهٖ وَلِوَالِدَيْهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

عالم فقری

مؤرخہ (۲۱ - ۴ - ۹۶)

Marfat.com

سنت قربانی و عید الاضحیٰ

عالم فقری

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے رعایتی ہدیہ -/۹ روپے

م القرآن چاہ میراں لاہور

Marfat.com